

لادینیت کی ایک وجہ

رسمی طور پر بچوں کی اسلامی زندگی کی بنیاد اس مفروضہ پر قائم کی جاتی ہے کہ مسلمان گھر میں پیدا ہونا ہی دائرہ اسلام میں داخلے کی ضمانت ہے۔ اس طرز استدلال کے تحت اگر فکری توجیہات کے بغیر روزِ اوّل سے شرعی احکامات کا سلسلہ نازل ہونا شروع ہو جائے اور اس کو بزور نافذ کیا جائے تو بسا اوقات عنفوانِ شباب میں اس کا ردّ عمل شدید بغاوت کی شکل اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ یہ دین بچے کو وراثت میں ملا: ﴿مَا الْفَيْدَا عَلَیْہِ اَبَاءَ نَا﴾ اس کی شعوری فکر کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اکثر پرہیزگار خاندانوں کے ذہین فرزند اسی سبب سے لادینیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک بڑا المیہ ہے۔

معیار برتری

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک متاثر کن خطبہ دیا تھا جس میں مساوات کی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((يا أيها الناس! إن ربكم واحد وأباكم واحد، ألا! لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا أسود على أحمر ولا أحمر على أسود إلا بالتقوى.))

”اے لوگو! تم سب کا خدا ایک ہے۔ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو۔ سنو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی سیاہ کو سرخ پر، کسی عرب کو سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں، یعنی حسب و نسب اور رنگ و نسل کا امتیاز اسلام کی نظر میں بیچ ہے۔ معیار برتری اور فضیلت صرف تقویٰ ہے۔“

تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جو مساوات کی زندہ مثال ہیں۔

چنانچہ دور فاروقی میں حاکم مصر حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے نے ایک مصری کو ایک موقع پر کوڑا مارا اور اپنے باپ دادا پر فخر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصری کو ان سے بدلہ لینے کا حکم دیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا: ”تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا، حالانکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے ہیں۔“ (الفاروق)

اسی طرح دور فاروقی کے ایک دوسرے واقعے کا تعلق جبلہ غسانی سے ہے۔ جب مسلمانوں کو ملک شام میں شان دار فتح نصیب ہوئی، تو جبلہ، جو غسان کا سربراہ تھا، مشرف بہ اسلام ہو گیا، اور مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گیا۔ اس کی آمد پر اہل مدینہ نے اس کا شان دار استقبال کیا اور خلیفہ وقت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کی ضیافت کی اور اسے اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمایا، پھر وہ بغرض حج مکہ چلا گیا۔ جس وقت وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور فضا ”لبیک اللہم لبیک“ کے نعروں سے گونج رہی تھی، طواف کرنے والوں میں قبیلہ فزارہ کے ایک شخص کا پیر جبلہ کی قیمتی چادر پر پڑ گیا۔ اس سے جبلہ جہرا غا پٹا ہو گیا اور غصے میں ایک طمانچہ رسید کر لیا اس شخص نے خلیفہ ثانی عمر فاروق کی خدمت میں استغاثہ پیش کیا تو جبلہ کو عام مجرموں کی طرح پیش کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے خلاف جو مقدمہ پیش ہوا ہے، کیا وہ صحیح ہے؟ جبلہ نے جواب دیا: جی ہاں، میں نے اس شخص کو اس کی گستاخی پر مارا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبلہ! تم خود اپنے منہ سے اقرار کر رہے ہو۔ اب وہ جاہلیت و کفر کا زمانہ بھول جاؤ جب امراء سے بڑی سے بڑی لغزش پر بھی باز پرس نہیں کی جاتی تھی اور مظلوموں کو ظلم کی چکی میں پیسا جاتا تھا۔ اب خدا نے ہمیں اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا ہے۔ اور اسلام کی تعلیم ہے کہ تمام انسانوں کو مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔ اس میں کسی بڑے سے بڑے بادشاہ اور رئیس کی بھی رعایت نہیں ہو سکتی، لہذا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یا تو جس طرح تم نے غریب کو مارا ہے اسی طرح وہ بھی تم کو مارے اور یا تم اس کو راضی کر لو۔ جبلہ نے جواب دیا کہ کیا ایک بادشاہ اور ایک ادنیٰ درجہ کے دیہاتی انسان میں فرق نہیں؟ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایک معمولی انسان کی خوشامد کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو بدلہ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ نے کہا: مجھے آج رات بھر کی مہلت دی جائے، میں سوچ کر کل جواب دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منظور کر لیا اور جبلہ رات کی تاریکی میں چپکے سے قیصر روم کے پاس فرار ہو گیا۔ (تاریخ ابن خلدون)

(مولانا محمد یونس سلفی)

الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

18 شعبان المعظم 1434 ۵ جمعة المبارک 28 جون تا 04 جولائی 2013ء

شماره 26 جلد 65

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی 0333-4786507

کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد 0344-4656461

جواہر پارے

○ لادینیت کی ایک وجہ	○ کلمہ طیبہ	○ معیار برتری	○ (مولانا محمد یونس سلفی)
○ ادارہ	○ اداریہ	○ حافظ احمد شاہر	○ 2
○ درس قرآن	○ تفسیر سورة الصُّفَّت (۱۰)	○ (مولانا ارشاد الحق اثری)	○ 5
○ درس حدیث	○ "کتاب الایمان" (۱۳)	○ (ابو جبرہ محمد الحمید المری)	○ 8
○ نقد و نظر	○ کیا اسلام کا مقصود اعتدال توئی ہے؟ (۲)	○ (موبہب الرحیم)	○ 11
○ گوشہ خواتین	○ زیور سے زینت (۳)	○ (ام عبدغنیب)	○ 17
○ تحقیق و تدقیق	○ عباد دلدار بعد	○ (ایودا و محمد اس سلفی)	○ 20
○ تذکرہ علمائے اہل حدیث	○ شیخ الحدیث مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ	○ (ریاض احمد حجاب اثری)	○ 22
○ ملکی سیاست	○ سلامتی کے تقاضے	○ (عطا محمد جموعہ)	○ 27
○ تبصرہ کتب	○ تفسیر فضل القرآن، سورت انفال، نبوی دلائل و أمثال	○ (محمد سلیم چنیوٹی - موبہب الرحیم)	○ 29
○ شعر و ادب	○ فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات	○ (ماہر القادری)	
	○ جذب و یقین		

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پراج لاہور
 فون نمبر : 042-3735 4406
 فیکس نمبر : 042-37229802
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے
 سالانہ : 500/- روپے
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال }
 60/- ڈالر امریکی



E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

کیا یہ ظلم نہیں؟

میاں صاحب کے انتخابی نعروں اور وعدوں میں ایک نعرہ عدلیہ کے فیصلوں کے احترام کا بھی تھا۔ سیاسی جماعتوں کے انتخابی وعدوں کو پورا کرنا اس کے قائدین کی شخصیت کا پرتو ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ ان کو ووٹ دینے والوں کے شیشہ دل میں وہ وعدے ایک آگینے کی طرح ہوتے ہیں۔ عدالت عظمیٰ نے جب سیل ٹیکس کے اضافے کو غیر قانونی دے کر اس کو روک دینے کے فیصلے کا اعلان کر دیا تو حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ اس فیصلے کا احترام کرتی جس سے وطن عزیز کا حکومت کا اور عدلیہ کا احترام بھی بڑھ جاتا اور حکمرانوں پر عدالتی حکم کے احترام کی کلغی بھی سج جاتی، لیکن جناب وزیر خزانہ نے عدلیہ کے فیصلے پر وزارت خزانہ کے بزرگ جہروں کے..... ہندسوں کے گورکھ دھندے سے بھر پور..... عوام دشمن ٹیکس کو باقی رکھنا مقدم جانا جس سے ان کو ووٹ دینے والوں کو عدالت عظمیٰ کا احترام دیکھنے کو نہ ملا، سابقہ حکومت کی عدالتی فیصلوں سے جو پہلو تہی قابل گردن زدنی ٹھہری تھی وہی وتیرہ موجودہ حکومت نے اختیار کیا تو اس کا کاؤنٹ کے بے حس لہجے میں عدالت عظمیٰ کا فیصلہ تسلیم کرنے سے صاف انکار ہی کہا جاسکتا ہے۔ جس سے ن لیگ کے بے غرض اور اس سے خوش فہم ووٹروں کا دل برداشتہ ہونا لازمی تھا، بلکہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے سے صریح انکار سے یار لوگ ن لیگ کے سابقہ دور حکومت کا عدالت عظمیٰ سے سلوک بھی موضوع بحث بنانے لگ گئے، جو کہ ن لیگ کے خیر خواہوں اور ہمدردوں کی ذہنی کوفت اور سیاسی حریفوں کے سامنے شرمندگی کا سبب بننا لازمی تھا۔ ذہن میں ایک حسن ظن تھا اور شاید وہ بے جا ہی تھا کہ ممکن ہے ن لیگ کی مرکزی قیادت کا کوئی دوسرا بیان یعنی عدلیہ کے احترام کا حامل کوئی دوسرا بیان آ ہی جائے لیکن دوسرے روز تک وہ دیکھنے میں نہ آیا جس سے یہ خوف بھی محسوس ہونے لگا کہ خدا نخواستہ یہ کہیں خشت اول چوں نہد معمار کج، والا معاملہ ہی نہ بن جائے۔ اسی طرح وزارتوں کی تقسیم بھی تعمیر سے پہلے تخریب کا سماں پیش کر رہی ہے کہ ن لیگ کی مرکزی وزارت قانون کا قلمدان بھی ع اٹنے سے پیشتر میرانگ زرد تھا، والی کیفیت ہوگئی کہ حکومت نے عدالت عظمیٰ کے سامنے خفت سے بچنے کے لیے وزیر قانون کو فارغ ہی کر دیا۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جمہوریت کا راگ الاپنے والی قومی سیاسی جماعتیں اپنی جماعتوں میں کارکنوں کو کارکردگی کی بنیاد پر اپنی جماعتوں کے عہدے سوچنے کی بجائے اندھے کی طرح بار بار اپنوں میں ہی ریوڑیاں تقسیم کرنے میں لگی رہتی ہیں۔ ملکی تاریخ یہ بتاتی ہے جس ملک، جماعت، کاروبار، تنظیم اور ادارے میں صلاحیت کی بجائے رشتہ داریا دوست ترجیح پانے لگیں اس حکومت، کاروبار اور ادارے کا اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہوتا ہے۔ افسوسناک اعتراف یہ ہے کہ وطن عزیز کے ہر معاملے..... سوائے بدعنوانی کے..... میں پیچھے رہ جانے کا سبب ہمیشہ ہمارا یہی غیر معقول عمل رہا، یا پھر سیاسی مخالفوں کے ساتھ انتقامی ذہنیت کا سلوک۔

حالانکہ جن ممالک کی جمہوریت کی بھونڈی نقالی یہ سیاستدان کرتے ہیں ان کے بارے میں اخبارات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ انتخابات میں متوقع کامیابی حاصل کرنے والی جماعت اپنے شیڈو..... تجرباتی..... کا بینڈ اس طرح تیار کرتی ہے کہ سیاسی جماعت کے جس کارکن میں جو جو صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ اس کو اسی میدان میں اتارتی ہیں۔ ہمارے ہاں اس اصول، قاعدے یا اہتمام کی بجائے 'مستثنیات ہوں گی' لیکن اکثر اقرباء پروری اور دوست نوازی میں شمر آوری کو ترجیح دی جاتی ہے۔ شیڈو کا بینڈ کی تربیت کی بجائے جب رخ نظر ہی شمر آوری ہو تو پھر وزارتوں کی کھنچا تانی اسی طرح ہوتی ہے جس طرح بھاری مینڈیٹ کی حامل ن لیگ وزارتوں کا حشر کر رہی ہے۔ ن لیگ کی قیادت یا وقت کے حکمرانوں سے درخواست ہے کہ وہ اگر گردشی قرضے اتارنے کا عوام سے جو وعدہ کر چکے یا جھانسنے دے چکے ہیں تو وہ عدالت عظمیٰ کا احترام کرتے ہوئے

اشرافینام کی ڈھیروں خون کی حامل ڈینگ کی مخلوق کا خون نچوڑ لیں۔ اشیائے ضرورت پر جنرل سیل ٹیکس کے اضافے کا عوام پر ظلم نہ کریں۔ آج ہی اخبار میں ۱۳۸ حالیہ قومی اسمبلی کے ایسے ممبران کے نام سامنے آئے ہیں جنہوں نے سال گزشتہ میں انکم ٹیکس نہیں دیا اور ۵۰ کے قریب ممبران کے پاس میٹنل ٹیکس نمبر ہی نہیں۔ میاں صاحب محترم! بجلی، گیس اور پانی کے کسی صارف کا بل اگر ہزاروں تک پہنچ جائے تو حکومتی کارندے اس کا میٹر کاٹنے کی پھرتیاں دکھاتے ہیں جب کہ اشرافیہ نامی مخلوق اور سیاسی لیڈر لاکھوں کے بل روکے رکھتے ہیں تو ان کی طرف جانے کی کوئی جرات نہیں کرتا۔ جناب کیا یہ ظلم نہیں؟ آپ ہم سے بہت زیادہ جانتے ہیں کہ کفر کی حکومت تو چل سکتی ہے لیکن ظلم کی نہیں! آپ جیسے رحم دل اور غریب پرور خاندان سے تو اس قسم کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ازراہ کرم جناب وزیر خزانہ کی G.S.T میں اضافے کی سمری مسترد کر کے تیسرے درجے کے شہریوں، یعنی غرباء و مساکین کی دعائیں حاصل کریں اور حکومتی مدت عافیت سے گزاریں۔

بہت ہو چکا.....

ہم کوئی دور کی کوڑی نہیں لارہے بلکہ سیاست کا ٹھکر رکھنے والا ہر فرد اگر یہ سمجھتا ہے تو اعیان حکومت یا قومی سلامتی کے ادارے کیوں نہیں جانتے ہوں گے کہ وطن عزیز میں دہشت گردی کی حالیہ خوفناک لہر نتیجہ ہے نئی حکومت یا حکمرانوں کے اس فیصلے کا کہ طالبان نامی ہیولوں سے مذاکرات کر کے اجڑتے گھروں اور وطن عزیز کے جلتے اثاثوں کی آگ بجھا کر ملک میں امن و آشتی اور خیر و عافیت کا ماحول دوبارہ لایا جائے لیکن دنیا میں امن کی نام نہاد علم بردار عالمی طاقتیں یہ قابل تبریک فیصلہ برداشت نہیں کر پار ہیں کہ پاکستان کا نام دنیا میں ایک امن پسند ملک کے طور پر ابھرے۔ اور آج ۲۵ جون کے اخبارات میں بغض مسلم سے بھرے سینے سے یہ کینہ باہر آ ہی گیا کہ امریکا طالبان سے مذاکرات میں بھارتی مفادات کا لحاظ رکھنا چاہتا ہے۔ اس کھلے اظہار کے علاوہ سابقہ حکومت جس طرح بھارت دوستی کے لیے بے قرار اور اس کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کے لیے..... عوام سے..... برسر پیکارتھی موجودہ حکمران بھی اسی قدر..... کمی بیشی کے امکان کے ساتھ..... بھارت کے لیے دامن محبت وا کیے ہوئے ہیں۔ موجودہ امریکی بیان سے وہ Back Door Diplomacy..... خفیہ مذاکرات..... جو ایک عرصے سے جاری تھے کہ اس خطے کو ایک طرف بھارت کے زیر نگیں کرنے کی بھرپور صورت گری کی جائے اور دوسری طرف شمالی علاقہ جات کی بلندیوں پر ایسی نگرانی کا انتظام کیا جائے کہ چین پنپنے نہ پائے وہ پالیسی اب کھل کر عیاں و بیاں ہو گئی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر پاکستانی حکمران بھارتی پریت کی مالا بچتے رہیں تو پھر ان کی غیرت و حمیت کو ہمیز لگانے کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں کہ بقول اقبال وہ یہ جان سکیں ع

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نو میدی مجھے بتا تو سہی اور کا فری کیا ہے

بہت ہو چکا، اب ہر پاکستانی جانتا بھی ہے اور کہتا بھی ہے کہ اب پاکستان کو اپنے گلے سے امریکی غلامی کا طوق اتار پھینکنا چاہیے جس کی ابتدا ہوگی بچت سے، یعنی حکمران اپنے ذاتی اخراجات کم سے کم کریں اور پبلک لائف میں سادگی اپنائیں، مثلاً: تین گھروں کو وزیر اعظم ہاؤس قرار دینے کی بجائے ایک ہی وزیر اعظم ہاؤس رہے۔

سیکورٹی کے لاؤشکر کو مختصر ترین کیا جائے کہ جو رات جہاں لکھی ہے وہیں آئے گی۔ کوئی سکیورٹی وہ جگہ نہیں بدل سکتی۔

جناب میاں صاحب! بچت کا فیصلہ جس قدر آپ خود کر سکتے ہیں دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ دائیں بائیں کے لوگ تو آپ کو جاہ و حشمت کے گرداب میں پھنسانے کی بھرپور کوشش اس لیے کریں گے کہ انھیں اس جاہ و حشمت کی تلچھٹ ہی کافی ہوتی ہے جو ان کا مقصد حیات ہے۔ میاں صاحب آپ کی سیاسی سوجھ بوجھ، ذاتی محنت، غرباء پروری، مساکین کی خدمت اور اچھی نیت ہی آپ کے لیے سکیورٹی ہے کہ حسن نیت کی طفیل اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندے کی حفاظت خود فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

کتاب کون کر لوگ ایمان لے آئیں گے لیکن آپ ﷺ کو تعجب ہوا کہ مشرکین اس پر ایمان نہیں لاتے بلکہ الٹا مذاق کرتے ہیں۔ آپ کے تعجب کا باعث یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ تو مجھے صادق و امین مانتے ہیں اور اپنے مطالبے پر معجزات بھی دیکھ چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ اس کے باوجود میری تکذیب کرتے ہیں اور میرا مذاق اڑاتے ہیں۔

﴿بَلْ عَجِبْتَ﴾ کے بارے میں ایک قراءت ”ت“ کے پیش کے ساتھ ”بل عجب“ ہے۔ یہی قراءت حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ عاصم کے علاوہ باقی قراء کو فہ کی بھی یہی قراءت ہے۔ بلکہ قاضی شریح نے جب اس قراءت کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز پر تعجب نہیں کرتے تو امام اعمش نے اس کا ذکر امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کیا، انھوں نے فرمایا:

”عبداللہ بن مسعود اُن سے زیادہ جانتے ہیں۔ انھوں نے ”عجب“ پڑھا ہے۔“

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں قراءتیں (ت کے زبر اور پیش) مشہور ہیں اور صحیح ہیں۔ ”عجب“ اور ”التعجب“ اس حیرت کو کہتے ہیں جو کسی چیز کا سبب معلوم نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو لاحق ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر بعض نے کہا ہے کہ اس کا اطلاق اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو علام الغیوب ہے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ مگر یہ درست نہیں تعجب و عجب کا اللہ تعالیٰ کی طرف انتساب قرآن پاک میں اور صحیح احادیث میں بھی ہے۔

﴿بَلْ عَجِبْتَ﴾ میں ”ت“ کے ضمہ پر اس کی قراءت کے علاوہ آیت ﴿وَإِنْ تَعَجَّبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ﴾ [الرعد: ۵] ”اے

﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ﴾ انسان کی دوبارہ تخلیق پر اس واضح برہان کے باوجود مشرکین کا قیامت سے انکار کرنا آپ کے لیے باعث تعجب تھا۔ کسی چیز کا پہلی بار بنانا مشکل ہوتا ہے دوسری بار نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لیے جب پہلی بار بنانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تو دوبارہ بنانے میں کیسے آئے گی؟ پھر انسان ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین وغیرہ بنائے ہیں۔ جو ہستی اتنی بڑی مخلوق کو بنانے پر قادر ہے تو کیا اس کے لیے مشیتِ خاک سے انسان بنانا مشکل ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْصِ بِخَلْقِهِنَّ بِقَدِيرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الأحقاف: ۳۳]

”اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں! یقیناً وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“

اتنی واضح بات بیان کرنے پر قیامت سے ان کا انکار آپ کے لیے تعجب کا سبب ہے۔ ایک اور مقام پر یہی بات یوں بیان ہوئی ہے:

﴿وَإِنْ تَعَجَّبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ۖ إِذَا كُنَّا تُرَابًا ۖ إِنَّا لَنُحْيِي خَلْقَ جَدِيدٍ﴾ [الرعد: ۵]

”اور اگر تو تعجب کرے تو ان کا یہ کہنا بڑا عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم یقیناً ایک نئی پیدائش میں ہوں گے۔“

امام قتادہ اور ابن جریج رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید نازل ہونے پر تعجب تھا۔ آپ ﷺ کو یقین تھا کہ اس معجز

میں داخل ہو گئے۔“

اسی طرح حضرت ابو لطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہیں جنت کی طرف زنجیروں میں جکڑے ہوئے لے جایا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عجم کی ایسی قوم ہے جنہیں مہاجرین قیدی بنائیں گے اور وہ انہیں ان کی ناپسندیدگی کے باوجود اسلام میں داخل کریں گے۔“ (فتح الباری: ۱/۴۵)

اللہ رب العزت کے تعجب کرنے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی دلیل ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے مہمان کو ایک انصاری صحابی رات کھانا کھلانے کے لیے لے گئے۔ گھر میں بچوں کے کھانے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ میاں بیوی نے باہم مشورے سے چراغ بجھا دیا اور رسول اللہ ﷺ کے مہمان نے کھانا کھالیا۔ صبح ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لقد عجب الله من فلان وفلانة ، فأنزَلَ الله عز وجل ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۸۸۹)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے فلاں مرد اور فلاں عورت پر تعجب کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: ”اور اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ انہیں سخت حاجت ہو۔“

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الأسماء والصفات (۲۲۶، ۲۲۰/۲) میں اسی معنی میں اور احادیث بھی ذکر کی ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے تعجب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعجب کا بدلہ دیں گے۔ منکرین کہتے تھے:

محمد ﷺ! اگر ان کے قول پر آپ کو تعجب ہے تو مجھے بھی اس پر تعجب ہے۔“ سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عجب الله من قوم يدخلون الجنة في السلاسل.))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۰۱۰)

”اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کرتے ہیں جو زنجیروں میں جکڑی ہوئی جنت میں داخل ہوگی۔“

۱: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام لانے سے پہلے قیدی تھے اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسلام کی سچائی کو دیکھ کر وہ مسلمان ہو گئے۔ اسلام جنت میں جانے کا سبب ہے یوں جنت کا اطلاق اسلام پر ہے۔

۲: بعض نے اس سے وہ لوگ مراد لیے ہیں جو مسلمان کفار کی قید میں فوت ہو گئے، وہ اسی طرح جکڑے ہوئے قیامت کے دن انہیں گے۔ انھی حشر کے بعد ہی جنت میں لے جایا جائے گا، اس لیے حشر پر جنت کا اطلاق ہوا ہے۔

۳: علامہ طبری نے کہا ہے کہ زنجیروں سے مراد کھینچنا ہے۔ وہ گمراہی میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہی سے کھینچ کر ہدایت کی راہ پر لگا دیا۔

۴: حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اس سے حقیقت ہی مراد ہے کیونکہ سورۃ آل عمران کی آیت ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے: ”خیر الناس للناس یا تون بہم فی السلاسل فی أعناقہم حتی یدخلوا فی الإسلام.“

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۵۵۷)

”لوگوں کے لیے بہترین وہ لوگ ہیں جو انہیں لائیں گے کہ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی یہاں تک کہ وہ اسلام

کا وقوع اللہ کے ہاں بہت بڑا اور بُرا ہے۔ یہی آخری مفہوم امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

یہ تاویل اپنی جگہ پر ہے مگر صفات باری تعالیٰ میں صحیح موقف یہی ہے کہ انھیں تاویل و تعطیل اور تشبیہ و تمثیل کے بغیر تسلیم کیا جائے۔ جیسے سمع، بصر، کلام، محک، محبت، رضا، غضب وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اسی طرح ”عجب“ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ اور احادیث میں ”عجب اللہ“ کے الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تعجب انسان کی طرح معاملے سے بے خبری یا اسباب کے میسر نہ ہونے جیسا نہیں بلکہ کسی کام کے اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت کے مطابق نہ ہونے کی بنا پر ہے یا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی وجہ سے ہے۔

ضروری اعلان

- ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین و حضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:
- مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام و صفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
- جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
- مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے اداه معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

﴿إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ۝﴾ [ص: ۵]
”بلاشبہ یہ یقیناً بہت عجیب بات ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ ۝﴾ [ص: ۴]
”اور انھوں نے اس پر تعجب کیا کہ ان کے پاس انھی میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔“

تو ان کے اس تعجب پر یہاں اللہ کی طرف سے بدلہ اور سزا مُراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بھی قرآن مجید میں ہے:

﴿فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ [التوبة: ۷۹]

”سو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں، اللہ نے ان سے مذاق کیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہے:

﴿اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ﴾ [البقرة: ۱۵۰]
”اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا مذاق انسانوں کے مذاق کی طرح نہیں۔ یہاں بھی کفار کے مذاق کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے مذاق سے مُراد ان کے مذاق کی جزا و سزا ہے۔ جب دو لفظ ایک دوسرے کے مقابلے میں ہوتے ہیں تو دوسرا پہلے کی جزا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید ہی میں ہے:

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا﴾ [الشوری: ۴۰]
”اور کسی برائی کا بدلہ اس کی مثل ایک برائی ہے۔“

یہاں برائی کی جزا و سزا کو بھی ”سیئۃ“ کہا گیا ہے۔ کفار بھی تعجب کا اظہار کرتے اور مذاق اڑاتے تھے تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعجب اور مذاق کا بھی یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مذاق اور تعجب کی انھیں سزا دے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ تاویل بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعجب کبھی رضا کے معنی میں آتا ہے اور کبھی اس معنی میں بھی کہ اس عمل

تحفة الاخوان
ترجمة
کتاب الایمان

ترجمہ: ابو حمزہ عبدالحمید المرئی

مؤلف: ابو بکر ابن ابی شیبہ

نے فرمایا: ایمان داروں میں اچھے اخلاق والا ہی کامل
مومن ہے۔“

۱۲۶۔ أتى عليا رجل [وهو] في الرحبة،
فقال: يا أمير المؤمنين! ما ترى في المرأة لا
تصلي؟ فقال: من لم يصل فهو كافر.
”ایک آدمی نے رجبہ کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال
کیا کہ جو عورت نماز نہ پڑھے اس کے بارے میں آپ کیا
کہتے ہیں؟ فرمایا: جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔“

۱۲۷۔ عن كعب قال: من أقام الصلاة،
وأتى الزكاة، فقد توسط الإيمان.
”حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شخص متوسط ایمان والا
ہے جس نے (صرف) نماز ادا کی اور زکاۃ دی۔“

۱۲۸۔ عن كعب قال: من أقام الصلاة،
وأتى الزكاة، وأطاع محمداً، فقد توسط
الإيمان. ومن أحب لله وأبغض لله وأعطى
لله ومنع لله فقد استكمل الإيمان.

”حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے نماز ادا کی، زکاۃ دی
اور حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کی تو وہ متوسط ایمان دار
ہوا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت و دشمنی کی اور اللہ
تعالیٰ ہی کی خاطر کسی کو کچھ دیا اور کسی کو کچھ نہ دیا تو وہ مکمل
ایمان دار ہے۔“

۱۲۹۔ عن مكحول فقال: يا أبا وهب! كيف
تقول في رجل ترك صلاة مكتوبة متعمداً؟

۱۲۲۔ عن عكرمة قال: الوضوء شطر
الإيمان.

”حضرت عکرمہ نے کہا کہ طہارت آدھا ایمان ہے۔“
۱۲۳۔ عن غلام للحجر، أن حجرا رأى ابناً
له خرج من الغائط فقال: يا غلام! ناولني
الصحيفة من الكوة، سمعت عليا يقول:
الطهور نصف الإيمان.

”حجر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے، جو بیت الخلاء سے باہر نکلا
تھا، کہا کہ بیٹا! روشن دان سے مجھے صحیفہ دینا اور کہا کہ
میں نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طہارت آدھا
ایمان ہے۔“

۱۲۴۔ عن عبد الله بن عمرو قال: ”إن عرى
الدين وقوائمه الصلاة والزكاة، لا يفرق
بينهما، وحج البيت، وصوم رمضان، وإن
من أصلح الأعمال الصدقة والجهاد.“ ثم
قام فانطلق.

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دین کا ستون اور
بنیاد نماز، اور زکاۃ ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔
حج بیت اللہ، رمضان کے روزے، اور بہترین اعمال میں
سے صدقہ و خیرات اور جہاد ہے۔ پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔“

۱۲۵۔ عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ:
إن أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا.
”حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

فقلت: مؤمن عاص . فشد بقبضته على يدي ، ثم قال: يا أبا وهب! ليعظم شأن الإيمان في نفسك ، من ترك صلاة مكتوبة متعمدا فقد برئت منه ذمة الله ، ومن برئت منه ذمة الله فقد كفر .

”حضرت مکیول رحمہ اللہ نے عبید اللہ رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابو وہب! اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے فرض نماز قصداً چھوڑ دی؟ میں نے کہا کہ وہ نافرمان ہے۔ تو انہوں نے میرا ہاتھ شدت سے بھینچا اور کہا ابو وہب! تیرے دل میں ایمان کا معاملہ بڑا ہونا چاہیے، جس نے عمداً فرض نماز چھوڑی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ختم اور جس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ختم ہو جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔“

۱۳۰۔ عن علي رحمة الله عليه: الصبر من الإيمان بمنزلة الرأس من الجسد ، فإذا ذهب الصبر ذهب الإيمان .

”حضرت علی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صبر ایمان میں اس طرح ہے جس طرح جسم میں سر کا مرتبہ۔ جب صبر ہی ختم ہو جائے تو پھر ایمان بھی گیا۔“

۱۳۱۔ عن عمار رضي الله عنه قال: ثلاث من جمعهن جمع الإيمان: الإنصاف من نفسك ، والإففاق من الإقتار ، وبذل السلام للعالم .

”حضرت عمار رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس نے ان تین چیزوں کو مکمل کر لیا ایمان مکمل کر لیا: زاہد آدمی کے ساتھ انصاف کرنا، غربت کے باوجود خیرات کرنا اور لوگوں میں سلام کو پھیلانا۔“

۱۳۲۔ عن عمار: في قوله: ﴿إِنَّهُمْ لَا إِيْمَانَ لَهُمْ﴾ فقال: لا عهد لهم .

”حضرت عمار رحمہ اللہ نے آیت قرآنی ﴿إِنَّهُمْ لَا إِيْمَانَ لَهُمْ﴾ کی تفسیر کی کہ ان کے عہد کا کوئی اعتبار نہیں۔“

۱۳۳۔ عن إبراهيم قال: كان يقول: لا يدخل النار إنسان في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان .

”ابراہیم رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔“

۱۳۴۔ عن الصعق بن حزن البكري قال: قال رسول الله: ((أوثق عرى الإيمان الحب في الله ، والبغض في الله .))

”صعق بن حزن رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کا مضبوط ترین کڑا اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر بغض ہے۔“

۱۳۵۔ قال عدي بن عدي: كتب إلي عمر بن عبد العزيز: ”أما بعد فإن الإيمان فرائض وشرائع وحدود وسنن ، فمن استكملها استكمل الإيمان ومن لم يستكملها لم يستكمل الإيمان ، فإن أعش فسأ بينها لكم حتى تعملوا بها ، وإن أنا مت قبل ذلك فما أنا على صحبتكم بحريص .“

”عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے عدی بن عدی کو لکھا کہ ایمان کے فرائض، طریقے، حدود اور سنن ہیں۔ جس نے انہیں مکمل کیا اس نے ایمان مکمل کر لیا اور جس نے انہیں مکمل نہ کیا اس نے اپنے ایمان کو مکمل نہ کیا۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کی وضاحت کروں گا تاکہ تم لوگ اس کے مطابق عمل کر سکو اور اگر میں فوت ہو گیا تو میں تمہاری صحبت پر حریص نہیں ہوں۔“

آدمی نے سوال پوچھا: ”میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی کے ایمان کی گواہی دے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے جنتی ہونے کی بھی گواہی دے۔“ شقیق نے کہا: ابن مسعود کی بات درست ہے۔

۱۳۹۔ قیل لأبي وائل: إن ناسا يزعمون أن المؤمنين لا يدخلون النار، قال: لعمرك والله إن حشوها غير المؤمنين.

”حضرت ابو وائل سے کہا گیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مومن جہنم میں نہیں جائیں گے۔ فرمایا اللہ کی قسم! جہنم ان سے بھری جائے گی جو ایمان والے نہیں ہوں گے۔“

قال أبو بكر: الإيمان عندنا قول وعمل، ويزيد وينقص.

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ (اس کتاب کے مصنف) فرماتے ہیں: ”ایمان نام ہے قول، فعل اور عمل کا اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔“

آخر الكتاب. والحمد لله رب العالمين. وصلى الله على محمد وآله وسلم.

الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔ اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)

۱۳۶۔ عن زيد بن أسلم قال: ”لا بد لأهل هذا الدين من أربع: دخول في دعوة الإسلام ولا بد من الإيمان وتصديق بالله وبالمرسلين أولهم وآخرهم، وبالجنة وبالنار، وبالبعث بعد الموت، ولا بد من أن تعمل عملاً تصدق به إيمانك، ولا بد من أن تعلم علماً تحسن به عملك، ثم قرأ ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾ [طه: ۸۲].“

”حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس دین کے لیے چار چیزیں لازم ہیں: دعوت اسلام میں مشغول ہونا، ایمان لانا، اللہ اور اس کے اول آخر تمام رسولوں کی تصدیق کرنا، جنت و دوزخ پر ایمان لانا اور مرکز زندہ ہونے پر ایمان لانا۔ اپنے ایمان کی تصدیق کے لیے تجھے ضرور عمل کرنا ہوگا اور اپنے عمل کی درستگی کے لیے تجھے ضرور علم حاصل کرنا ہوگا، پھر یہ آیت تلاوت کی: ”اور میں اس شخص کو معاف کرنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا، پھر راہ ہدایت پاگیا۔ (طہ: ۸۲)“

۱۳۷۔ عن عبد الله بن شقيق قال: ”ما كانوا يقولون لعمل تركه رجل كفر غير الصلاة، فقد كانوا يقولون: تركها كفر.“

”عبد اللہ بن شقیق نے کہا کہ وہ (علماء صحابہ و محدثین) ترک نماز کے علاوہ دوسرے اعمال کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ نماز ترک کرنا کفر ہے۔“

۱۳۸۔ عن مغيرة قال: سمعت شقيق وسأله رجل: سمعت ابن مسعود يقول: من شهد أنه مؤمن فليشهد أنه في الجنة؟ قال: نعم. مغيرة كُتِبَ: هي: میں نے شقیق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ان سے کسی

کیا اسلام کا مقصود اعتدال قوی ہے؟

مؤہب الرحیم

قوائے ثلاثہ کا اعتدال:

دین اسلام کی تعبیر اس طرح کرنا کہ ”دین قوائے ثلاثہ کے اعتدال کا نام ہے“، کئی وجوہ سے غلط ہے: (۱)..... اس تعبیر سے کسی غیر مسلم کو دین کی دعوت دینا مشکل ہے۔ غیر مسلم دین کا مقصد پوچھے گا، جب اس کو بتلایا جائے گا کہ دین قوائے ثلاثہ کے اعتدال کا نام ہے تو وہ کہے گا: میں خیانت نہیں کرتا، ظلم نہیں کرتا، کسی کی آبروریزی نہیں کرتا، بھگوان کی پوجا کرتا ہوں مجھے تو یہ مقصود حاصل ہو رہا ہے۔ میرے قویٰ تو معتدل ہیں، مجھے کیا ضرورت ہے کہ اپنے دوستوں، خاندان والوں اور ہم مذہبوں کی دشمنی مول لوں۔ ہر مذہب والا یہی جواب دے گا۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قوت ملکی کی وضاحت اس کو دین کا مشتاق بنائے گی کیونکہ قوت ملکی سے جو فوائد یہ لوگ بتلاتے ہیں وہ ان کو کسی بھی معبود کی پوجا کرنے سے حاصل کر سکتا ہے۔

ب..... لفظ اعتدال میں اجمال ہے۔ ہر چیز کا اعتدال مختلف اعتبار سے مختلف ہے، مثلاً: جماع، طبعی طور پر اس کا اعتدال شرعی اعتدال سے مختلف ہے۔ مقابل کے مزاج اور اپنے مزاج کے اعتبار سے مختلف ہے، چنانچہ یہ کہنا کہ ”دین کا مقصود قویٰ کا اعتدال ہے“، اس میں اجمال ہے کہ کون سا اعتدال مراد ہے۔ اور دین جیسی اہم ترین چیز کو مجمل بیان نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ متکلمین اور فلاسفہ جس طریقے سے واجب الوجود پر استدلال کرتے ہیں اس میں جو درست چیزیں ہیں شریعت نے ان سے بھی احتراز کیا ہے کیونکہ وہ معین ذات تک نہیں پہنچا تیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ ایک واجب الوجود یا قدیم تصور کی گئی کلی تک پہنچاتی ہیں۔

اجمال سے انسان کسی حتمی بات تک عموماً نہیں پہنچ سکتا کیونکہ جب تک قرائن یا اضافی دلائل نہ ہوں وہ اجمال ختم نہیں ہوتا، اس لیے دین کی یہ تعبیر کرنا غلط ہے۔ ج..... اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایمان، تقویٰ، عمل صالح، تزکیہ، احسان، اسلام وغیرہ سے متصف ہونے والوں کے لیے انعامات بیان کیے ہیں۔ ایمان کے تقریباً سو فوائد اللہ نے بتلائے ہیں۔ جن کی وجہ سے دل ایمان لانے کا مشتاق ہوتا ہے۔ بخلاف اس تعبیر کے کہ اسے ذکر کر کے کوئی ایسا فائدہ نہیں بتلایا گیا جس سے دل اعتدال کا مشتاق ہو۔

د..... دین اسلام عدل کو واجب قرار دیتا ہے اور احسان کو فضل گردانتا ہے، اسی لیے احسان پر ابھارتا ہے جو کہ عدل سے زائد چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ [شوری: ۴۰]

”برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی ہے۔“

یہ عدل ہے۔ پھر فرمایا:

﴿فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ [شوری: ۴۰]

”جس نے درگزر کیا اور اصلاح کی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔“

یہ احسان ہے۔

مزید فرمایا:

﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ [البقرہ: ۲۸۰]

”اور اگر تنگی والا ہو تو آسانی تک مہلت دینا ہے۔“

یہ عدل ہے۔ پھر فرمایا:

﴿وَ أَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

[البقرة: ۲۸۰]

”اگر صدقہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

یہ احسان ہے۔

قصاص کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ﴾ [المائدة: ۴۵]

”زخموں میں قصاص ہے۔“

پھر فرمایا:

﴿فَمَنْ تَصَدَّقْ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ﴾ [المائدة: ۴۵]

”جس نے معاف کر دیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے۔“

پہلی بات عدل اور دوسری بات احسان اور فضل ہے۔

اسی طرح فرمایا:

﴿وَ إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ﴾

[النحل: ۱۲۶]

”اور اگر تم سزا دو تو اسی کی مثل دو جیسی تمہیں دی گئی ہے۔“

یہ عدل ہے۔ پھر فرمایا:

﴿وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ﴾ [النحل: ۱۲۶]

”اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔“

اس کے اور بھی نظائر موجود ہیں۔ اس کے بالمقابل قوی کے اعتدال میں یہ چیز موجود ہی نہیں۔ فضل و احسان کا شائبہ تک نہیں۔

علوم اور اچھے اعمال تین طرح کے ہیں: عقلی، ملی، شرعی۔

عقلی، مثلاً: ظلم و زیادتی وغیرہ جس کی نفرت عقل انسانی میں

موجود ہے۔

ملی، مثلاً: وہ امور جو تمام انبیاء میں مشترک تھے۔

شرعی: جو دین اسلام سے خاص ہیں۔

قوی کے اعتدال کی زیادہ سے زیادہ غایت یہ ہے کہ یہ ملی

چیز ہے۔

شریعت اسلام جن مزید خوبیوں سے متصف ہے اس کا تو اس میں

ذکر تک نہیں۔ حالانکہ صرف ملی علوم اور اعمال، نجات کے حصول کا ذریعہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد آپ پر ایمان لانا اور آپ کی اتباع کرنا واجب ہے۔ اس کے بغیر نجات ممکن نہیں، الا یہ کہ انسان معذور ہو، مثلاً: اس نے آپ کے بارے کبھی سنا ہی نہ ہو اور یہ صورت تقریباً معدوم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے عبادت گزار بندوں کے مقصود اور کیفیت وغیرہ کو بیان کیا ہے۔ مگر کہیں پر بھی یہ نہیں بتلایا کہ وہ قوی کے اعتدال کے لیے عبادت کرتے تھے۔ فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا

وَرَهَبًا وَ كَانُوا لَنَا خَشِيعِينَ﴾ [الأنبياء: ۹۰]

”بے شک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت

اور ڈر سے پکارتے تھے۔“

مزید فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَ

سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ [التتجافی

جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [السجدة: ۱۶، ۱۵]

”ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو

ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور ہم نے

انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی

شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے

کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا

کرتے تھے۔“

خوف اور طمع کی تفسیر امام قتادہ رحمہ اللہ نے یوں کی ہے:

”خوفا من عذاب الله وطمعا في رحمة

الله.“ (طبري: ۱۶/۹)

”اللہ کے عذاب کا خوف اور اللہ کی رحمت کی طمع۔“

یہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قوی کے اعتدال سے ہٹ جانے کا ہے

خوف اور قوی کے اعتدال پر آ جانے کا لالچ و طمع ہے۔ بلکہ خوف اللہ کے عذاب کا ہے کہ گناہ کے سبب اللہ عذاب نہ دے اور طمع اللہ کی رحمت کی ہے کہ اللہ نیکی کی توفیق دے اور آخرت میں انعام سے نوازے۔

دین اسلام کو قوی کے اعتدال کے مقصود سے باندھنا قرآن مجید کی نصوص کے اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاریات: ۵۶]

”اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝﴾ [الملك: ۲، ۱]

”بہت برکت والا ہے وہ کہ تمام بادشاہی صرف اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہی سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝﴾ [الکہف: ۷]

”بے شک ہم نے زمین پر جو کچھ ہے اس کے لیے زینت بنایا ہے، تاکہ ہم انہیں آزمائیں ان میں سے کون عمل میں بہتر ہے۔“

اور فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ

عَمَلًا﴾ [ہود: ۷]

”اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔“

اگرچہ ”ل“ علت کے لیے ہوتا ہے لیکن اس سے حصر لازم نہیں آتا بلکہ ممکن ہوتا ہے کہ اور بھی وجہیں ہوں بلکہ بسا اوقات قرآن مجید میں ہی دوسری جگہ کوئی اور بھی وجہ اور علت بیان کی گئی ہوتی ہے۔ پھر ان دونوں علتوں میں کوئی چیز کافی حد تک مشترک ہوتی ہے یا دونوں میں لزوم ہوتا ہے، جیسے قرآن مجید میں ایک جگہ پیدائش کا مقصود یہ بیان کیا ہے:

﴿وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ [ہود: ۱۱۸، ۱۱۹]

”اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے، الا یہ کہ جس پر تیرا رب رحم کرے اور اسی کے لیے اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔“

ذلک کے مشار الیہ کے بارے میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ ان کو رحمت کے لیے پیدا کیا ہے۔ دوسرا یہ قول ہے کہ ان کو اختلاف کرنے کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

جب کہ سورۃ الذاریات میں پیدا کرنے کا مقصود عبادت بتلایا ہے۔

”لیعبدون“ کی لام میں بھی اختلاف ہے۔ درست قول یہ ہے کہ یہ علت غائی کے لیے ہے۔ اس صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس آیت میں جو علت بتلائی ہے وہ شرعی ہے اور جو ﴿وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ میں علت ہے وہ کوئی ہے۔ اس کے علاوہ اور قول بھی موجود ہیں۔

یہاں مقصود یہ ہے کہ کہیں بھی اللہ نے یہ نہیں بتلایا کہ پیدا کرنے سے مقصود قوی کا اعتدال ہے۔ بلکہ بندگی، ابتلاء وغیرہ کو مقصود بتلایا ہے، لہذا کیسے کہا جاسکتا ہے کہ دین کا مقصود قوی کا اعتدال ہے۔ جب کہ دین تو اس مقصود کو پورا کرنے کے لیے آیا ہے جس کے لیے اللہ

نے جن و انس کو پیدا کیا ہے۔

عبداللہ چکڑالوی صاحب نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ فطرت اللہ سے مراد تین قوی پر پیدائش ہے اور ان کی حفاظت اور اعتدال نماز کا مقصود ہے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی، یعنی افراط و تفریط نہ ہو، اسلام ہے۔ (برہان الفرقان علی صلاۃ القرآن، ص: ۴۴)

فطرت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ

النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ [الروم: ۳۰]

”پس تُو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا رکھ،

اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو

پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں۔“

۱: اس فطرت کے بارے ائمہ کا اختلاف ہے اور خلق اللہ میں بھی

اختلاف ہے۔ یہاں مقصود اس چیز کو واضح کرنا ہے کہ فطرت سے

مراد ان تین قوی پر پیدائش نہیں۔ ائمہ میں سے کسی نے یہ بیان

نہیں کیا۔ نہ کسی مفسر نے، نہ کسی فقیہ نے، نہ کسی متکلم نے اور نہ ہی

ائمہ لغت نے۔

۲: یہ معنی آیت کے سیاق کے بھی خلاف ہے۔ اس سے پہلے اللہ

سبحانہ و تعالیٰ نے توحید سے تعلق رکھنے والی بات کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِيْ مَا رَزَقْنَكُمْ فَأَنْتُمْ

فِيْهِ سَوَاءٌ تَخَافُوهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ

نُفِصِلَ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ

ظَلَمُوا أَهْوَاءَ هُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ

اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ۝﴾ [الروم: ۲۸، ۲۹]

”اس نے تمہارے لیے خود بھی میں سے ایک مثال بیان کی

ہے، کیا تمہارے لیے ان (غلاموں) میں سے جن کے

مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں، کوئی بھی اس رزق میں

شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دیا ہے کہ تم اس میں برابر ہو، ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم اپنے آپ سے ڈرتے ہو، اسی طرح ہم ان لوگوں کے لیے کھول کر آیات بیان کرتے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا وہ جانے بغیر اپنی خواہشوں کے پیچھے چل پڑے، پھر اسے کون راہ پر لائے جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہو اور ان کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں ہیں۔“

اس کے بعد فرمایا ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا﴾ [الروم: ۳۰]

”پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا رکھ۔“

اور اس آیت کے بعد بھی توحید ہے، فرمایا:

﴿مُذِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا

مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ اسی قولہ: ﴿إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

بَرَّيْهُمْ يُشْرِكُونَ ۝﴾ [الروم: ۳۱، ۳۳]

”اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز

قائم کرو اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں

سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی گروہ

ہو گئے، ہر گروہ اسی پر جو ان کے پاس ہے، خوش ہیں۔ اور

جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کو اس کی

طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں

اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھتا ہے تو اچانک ان میں سے

کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔“

اسی وجہ سے علماء نے فطرت سے مراد دین لیا ہے۔ عکرمہ، مجاہد اور

قتادہ کا یہی قول ہے۔ بعض نے وہ عہد مراد لیا ہے جو اس آیت میں

مذکور ہے:

﴿وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ

ذُرِّيَّتَهُمْ.... إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ﴾

[الأعراف: ۱۷۲]

”اور جب تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انھیں خود ان کی جانوں پر گواہ بنایا، کیا میں واقعی تمہارا رب نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں، ہم نے شہادت دی۔ (ایسا نہ ہو) کہ تم قیامت کے دن کہو بے شک ہم اس سے غافل تھے۔“

قرطبی رحمہ اللہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ ﴿فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾ میں ﴿عَلِیْهَا﴾ سے مراد لہا ہے۔ جیسے: ﴿فَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا﴾ ہے۔ یعنی مراد ہوگا اللہ نے تمہیں عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، جیسے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

[الذاریات: ۵۶]

”اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“

امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مراد شقاوت و سعادت ہے جس پر اللہ نے پیدا فرمایا ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلَقِ اللَّهِ﴾ [الروم: ۳۰]

بعض علماء نے کہا ہے: فطرت پر پیدائش والی مشہور حدیث (ہر نومولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔) کی یہ تفسیر بالکل نہیں ہو سکتی۔ البتہ آیت میں گنجائش نکلتی ہے، کیونکہ حدیث کے مطابق فطرت بدل جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ آیت کا سیاق بتلاتا ہے کہ فطرت سے مراد دین ہے۔ گویا فرمایا: ایک سو ہو کر دین کی طرف متوجہ ہو اسی فطرت پر اللہ نے، یعنی اسلام و توحید کی فطرت پر اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اس فطرت کو تبدیل نہیں کرنا۔

فطرت کا مفہوم حدیث میں بھی یہی بیان ہوا ہے، حدیث قدسی ہے:

”خلقت عبادي حنفاء وإنهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم.“ (صحیح مسلم)

”میں نے اپنے بندوں کو حنیف پیدا کیا تو ان کے پاس شیاطین آتے ہیں جو انھیں ان کے دین سے پھیر دیتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كهيمة تنبع من جوارحه)) (متفق عليه)

”ہر مولود فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی بناتے ہیں، عیسائی بناتے ہیں اور مجوسی بناتے ہیں۔ چوپائے کی طرح جو مکمل اعضاء والا جنا جاتا ہے، کیا تم اس میں کوئی کٹے عضو والا دیکھتے ہو؟“

رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: اس کے والدین اس کو مسلمان بناتے ہیں کیونکہ اسلام کی فطرت پر تو وہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمان والدین پھر اس کی دین کے مطابق تعلیم و تربیت کا بندوبست کرتے ہیں۔

معلوم ہی ہے کہ اسلام سے پہلے آسمانی مذہب عیسائیت تھا، یعنی شریعت عیسوی پر عمل پیرا ہونے والے جنتی تھے۔ اس سے پہلے شریعت موسوی پر عمل کرنے والے جنتی تھے۔ اگر مراد توئی کا اعتدال ہوتا تو یہودی یا عیسائی بنانا کوئی برانہ ہوتا کیونکہ اللہ کے پیدا کرنے کی سنت تو شروع سے ایک ہی چلی آ رہی ہے۔ اس سے بھی پتا چلتا ہے فطرت سے مراد اسلام ہی ہے، یعنی اگر بچے کو چھوڑ دیا جائے تو فطرت کے تقاضے کے مطابق وہ موحد ہوگا۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اسے خود بخود نبی ﷺ کی بعثت کا علم ہو جائے بلکہ فطرت توحید کا تقاضا کرتی ہے۔ اسی لیے فطرت کو فاسد کرنے کا کوئی سبب نہ ہو تو بچہ حنیف بنے گا۔

علماء کی ایک جماعت کا یہ قول بھی ہے کہ فطرت سے مراد دین قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔ جب تک اس کی یہ صلاحیت برباد نہ ہو، اسے جب بھی دین قبول کرنے کا کہا جائے گا وہ دین کو قبول کر لے گا۔ اگرچہ اس بات اور پہلی بات میں تھوڑا فرق ہے مگر پہلی بات زیادہ

سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔“

اور فرمایا:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [آل عمران: ۱۹]
”بلاشبہ اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہے۔“

جب اللہ تعالیٰ دین اسلام کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں کرتا اور سب انبیاء نے دین اسلام کی ہی دعوت پیش کی۔ سب انبیاء ﷺ جس چیز کی سب سے پہلے دعوت دیتے وہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت تھی۔ سورہ ہود، شعراء اور دوسری سورتوں میں مفصل طور پر اس کا ذکر ہے۔ قرآن مجید میں ترتیب کے اعتبار سے پہلا حکم عبادت کا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة: ۲۱]

”اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔“

اور پہلی نبی شرک سے ہے:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

[البقرة: ۲۲]

یہ امر وہی لا الہ الا اللہ میں موجود اثبات نفی کی تفصیل ہے۔ جب انبیاء ﷺ اسلام پر متفق ہونے کے باوجود پہلی دعوت وحدہ لا شریک کی عبادت کی دے رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ دین اسلام کا مقصود شرک و بدعت کی خرافات سے نکال کر توحید و سنت سے لوگوں کو منور کرنا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ [ابراہیم: ۱]

”تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لائیں۔“

اور عبادت نام ہے اللہ تعالیٰ کی اوامر و نواہی میں اطاعت انتہائی خضوع، انتہائی محبت، انتہائی خوف اور اللہ سے انتہائی اچھی امید رکھنا۔ (جاری ہے)

درست معلوم ہوتی ہے۔

کیا قوی میں تغیر کا نہ ہونا اسلام ہے؟

چکڑالوی صاحب کا یہ کہنا کہ قوائے ثلاثہ میں کسی قسم کی تبدیلی، یعنی افراط و تفریط نہ ہو اس کا نام اسلام ہے، یہ بھی باطل ہے۔ لغت، شرعاً، عرفاً اور اصطلاحاً اسلام اس چیز کا نام ہرگز نہیں ہے۔ کسی بھی قوم نے چکڑالوی صاحب سے پہلے اسلام کی اصطلاح کو ان معنوں میں استعمال نہیں کیا۔ چہ جائیکہ آسمان سے نازل ہونے والے دین کا مقصود یہ ہو۔

حدیث جبریل میں مذکور ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

”ما الإسلام؟“ قال: ((أن تشهد أن لا إله إلا وأن محمداً رسول الله وتقيم الصلاة وتؤدي الزكاة المفروضة وتصوم رمضان. “

(متفق علیہ)

”اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، فرض زکاۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا (اسلام ہے۔)“

اسلام کی یہ تعریف اور وضاحت رسول اللہ ﷺ نے کی ہے۔ اس سے بہتر کوئی تعارف ہو ہی نہیں سکتا۔ نبی علیہ السلام نے سوال کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ قوی کو معتدل رکھنا اسلام ہے.....!!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نحن معاشر الأنبياء ديننا واحد.))

”ہم انبیاء کا دین ایک ہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [آل عمران: ۸۵]

”اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس

زیور سے زینت

ام عبد نیب

چھوٹی بچیوں کو زیور پہنانا:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس نجاشی کے ہاں سے کچھ زیورات آئے جو اس نے آپ کو ہدیہ کیے تھے۔ ان میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی جس کا نمکینہ حبشی انداز کا تھا۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اسے لکڑی کے ساتھ تھما اور آپ ﷺ اس سے اعراض کرنے والے تھے، یا آپ نے اسے انگلیوں سے پکڑا پھر ننب رضی اللہ عنہا کی بیٹی (اپنی نواسی) امامہ بنت ابوالعاص کو بلایا اور فرمایا:

((تحلی بہذا یا بنیۃ!))

”اے میری بیٹی! اسے تم پہن لو۔“

(سنن ابوداؤد، رقم: ۴۲۳۵، ابن ماجہ، رقم: ۳۶۴۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی اپنے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھی کہ ایک یہودی نے پتھر سے اس کا سر کچل دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس لڑکی کے پاس آئے جب کہ ابھی اس میں زندگی کی رتق باقی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنے سر سے اشارا کیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے تجھے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنے سر سے اشارا کیا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا فلاں نے تجھے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنے سر سے اشارا کیا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کے متعلق حکم دیا کہ اس کو دو پتھروں میں رکھ کر کچل دیا جائے۔ (بخاری، رقم: ۶۸۷۷، مسلم، رقم: ۱۶۷۲)

اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ چھوٹی بچیوں کو بھی زیور پہنانا جائز ہے۔ البتہ یہ خیال رکھا جائے گا کہ شادی شدہ عورتوں والے زیور

بچیوں کو نہ پہنائے جائیں۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ قاتل چاہے کسی کم عمر بچے کو بھی قتل کر دے، قصاص میں اسے اسی طرح قتل کیا جائے گا جس طرح اس نے مقتول کو قتل کیا تھا۔

بچیوں کو زیور پہنانا جائز ہے لیکن دورِ حاضر میں انھیں جس طرح زیوروں سے سجایا جاتا ہے نیز انھیں رنگارنگ کپڑے پہنا کر میک اپ بھی کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی میچنگ جوتے، پرس وغیرہ پہنا کر انھیں ماڈل گزرنے کی طرح بنایا سنوارا جاتا ہے یہ رجحان شرعی احکامات کے منافی ہے۔

آئے روز زیور بدلوانا:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((سیکون رجال من أمتي يأكلون ألوان الطعام، ويشربون ألوان الشراب، ويلبسون ألوان الثياب ويتشققون بالكلام فأولئك شرار أمتي.))

(صحیح الجامع الصغیر، الجزء الثالث: ۳۵۵۷)

”عنقریب میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو انواع و اقسام کے کھانے کھائیں گے، انواع و اقسام کے مشروبات پیئیں گے اور انواع و اقسام کے لباس پہنیں گے اور بڑی لچھے دار لیکن غیر محتاط کلام کریں گے۔ یہ لوگ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔“

اس حدیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ آئے روز لباس ہو یا زیور، جوتے ہوں یا پرس، فرنیچر ہو یا کمپیوٹر اور موبائل، کھانے ہوں یا مشروبات انھیں تبدیل کرتے رہنا اور رنگارنگ قسمیں خریدنا اور

کی طرف اٹھ جائیں گے۔ قرآن حکیم میں اسی لیے پیر مار کر چلنے سے منع کیا گیا تاکہ چلنے کی آواز پیدا نہ ہو۔ اسی چیز کے پیش نظر عورت کو ایسے تلوے کا جوتا نہیں پہننا چاہیے جس کی چلتے ہوئے زمین پر رکھنے سے آواز پیدا ہو۔

عورت کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے خوشبو لگانے سے بھی اسی لیے روکا گیا ہے کہ وہ نامحرم مردوں تک عورت کی طرف سے قاصد کا کام کرتی ہے۔ عورت کو کوئی ایسی نمایاں رنگ والی اور چمکیلی چیز بھی ساتھ لے کر باہر نہیں جانا چاہیے جس کا لٹکا را پڑے یا وہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لے۔ جب کہ بھڑکیلا، چمکیلا برقع تو اظہارِ زینت کا سب سے بڑا مظہر ہے اور اسی لیے سادہ اور معمولی رنگ کا برقع یا چادر ہونی چاہیے۔

سونے یا چاندی کا کوئی عضو لگوانا:

عبدالرحمن بن طرفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا عرفہ رضی اللہ عنہ کی ناک کٹ گئی تھی تو انھوں نے چاندی کی ناک بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی تو نبی ﷺ نے انھیں سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۲۳۲، ترمذی، رقم: ۷۷۰، نسائی، رقم: ۵۱۸۵)

کلاب، کوفہ اور بصرہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ جاہلیت میں یہاں جنگ ہوئی تھی۔

یاد رہے کہ جب جسم کا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے، کٹ جائے یا نہ ہو تو اس صورت میں اگر طبی ضرورت ہو تو سونے چاندی یا کسی بھی دھات کا یا ہڈی وغیرہ کا وہ عضو بنوایا اور لگوا یا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور مرد یا عورت کی بھی کوئی تخصیص نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق زینت سے نہیں ضرورت سے ہے۔

البتہ جان بوجھ کر کوئی عضو اکھڑا کر اس کی جگہ سونے، چاندی یا کسی دوسری چیز کا عضو لگانا ناجائز ہے۔ یہ تخلیق کی تبدیلی ہے اور تخلیق میں تبدیلی کرنے اور کروانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ اسی طرح صحیح اعضاء کی، صرف خوب صورتی کے لیے یا من پسند شکل یا رنگ دینے کے لیے، پلاسٹک سرجری کروانا بھی جائز نہیں کہ یہ بھی تخلیق میں تبدیلی

استعمال کرنا درست نہیں۔ یہ رجحان شریعت کے منافی ہے، ایک مسلمان کا کام یہ نہیں کہ وہ آئے روز خرید اور فروخت کے چکروں میں پڑ کر اپنا مال اور وقت برباد کرتا رہے۔ بلکہ وہ صرف چیز خریدے جس کی حقیقی ضرورت محسوس ہو اور جب تک وہ کام دے رہی ہے اس سے کام لیتا رہے۔ صرف نئے رنگ، اور نئی بناوٹ کے شوق میں موجود چیز کو ردی قرار دے کر دوسری خرید لینا ایک مسلمان کا مزاج ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی توجہ تو آخرت کے حصول، اللہ کی رضا جوئی، مسلمانوں کی اصلاح و خیر خواہی اور خدمت، عوام الناس میں دین کی تبلیغ، پوری دنیا میں غلبہ اسلام اور رب واحد کے لیے قیام و تہجد اور تلاوت و ذکر میں ہونی چاہیے۔

گھنگھر اور گھٹی والے زیور کی ممانعت:

زیوروں میں گھنگھر و اور گھٹیاں لگانا بھی دورِ قدیم سے چلا آ رہا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ نے ایسے زیور سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ہر گھٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب اللباس)

”جہاں گھٹی اور کتا ہو وہاں فرشتے نہیں آتے۔“

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۵۴۵)

عبدالرحمن بن حیان انصاری رضی اللہ عنہ کی لونڈی بنانہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی بھیجی گئی جس نے آواز دار گھنگھر و پہنے ہوئے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسے میرے پاس مت لاؤ اور اگر لانا ہی ہے تو اس کے گھنگھر و کاٹ ڈالو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں گھٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“ (ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۲۳۱، اس حدیث کی بعض محدثین نے تحسین کی ہے۔)

گھنگھر و اور گھٹی کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس کی آواز نامحرم مردوں کے کانوں میں پڑے گی تو ان کی نظریں بے اختیار اس عورت

والا ملعون کام ہے۔

جنت میں زیور:

اسلام نے مردوں کے لیے زیور کو سوائے چاندی کی انگوٹھی کے ممنوع قرار دیا ہے لیکن اہل جنت کے لیے زیور پسند فرمایا اور انھیں خوش خبری دی کہ جنت کی دیگر نعمتوں کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بڑے بڑے کنگن اور زیور ہوں گے۔ ارشاد ہے:

﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾

[الكهف: ۳۱]

”یہی لوگ ہیں جن کے لیے بیشکی کے باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں انھیں کچھ کنگن سونے کے پہنائے جائیں گے اور وہ باریک اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے، ان میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔ اچھا بدلہ ہے اور اچھی آرام گاہ ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿عَالِيَهُمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا

[الدھر: ۲۱]

”ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز کپڑے اور موٹا ریشم ہوگا

اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔“

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کے زیورات کا ذکر کیا اور فرمایا: ان کو سونے اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے جن میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے اور ان پر بادشاہوں کی طرح تاج ہوں گے اور ان کے چہرے بے ریش ہوں گے اور ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث: ۹۴۷۴)

سیدنا ابو حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے اور وہ اپنے ہاتھوں کو بغلوں تک دھو رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا: یہ کیا وضو ہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے چوزے کے بچے! تم یہاں کھڑے ہو، اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے اپنے محبوب ﷺ سے سنا ہے کہ مومن کا جہاں تک وضو پہنچتا ہے وہاں تک اس کا (جنت میں) زیور پہنچے گا۔

(صحیح مسلم، رقم الحديث: ۲۵۰)

(جاری ہے)

بقیہ: مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ

مولانا عبدالرحیم لودھروی، مولانا محمد حنیف مکی، مولانا محمد اسماعیل ثاقب، مولانا عبدالشکور رنگ پوری، مولانا عنایت اللہ رحمانی، مولانا سید خالد ندیم شاہ، مولانا انیس الحق افغانی، مولانا محمد ابراہیم خان افغانی، مولانا امین توحید، مولانا محمد بن عبداللہ شجاع آبادی، ڈاکٹر محمد ادریس زبیر۔ ان کے علاوہ جن علماء و شیوخ نے آپ سے اجازت حدیث اخذ کی، ان میں الشیخ عبدالوکیل بن مولانا عبدالحق محدث ہاشمی، الشیخ سعد بن عبداللہ السعد ان (الریاض، سعودی عرب)، الشیخ ڈاکٹر عبدالعزیز تویجری، الشیخ بدر بن علی الطامی العتبی، الشیخ احمد بن عبداللہ التوم، الشیخ محمد بن عبدالعزیز، الشیخ احمد بن عبدالعزیز، الشیخ احمد بن حزام یمنی، الشیخ ولید بن ادریس مصری، الشیخ صلاح عاظم الشلاحی کویتی، الشیخ صقر بن حسن بن محمد الریان اور الشیخ احمد سعید الطولہ وغیرہم قابل ذکر ہیں۔

ان سطور کے راقم ناچیز کو بھی یہ شرف و اعزاز حاصل ہے کہ ۲۰۰۲ء کو جب اپنے استاذ گرامی مولانا مفتی اللہ بخش ملتانی رحمہ اللہ کے ہمراہ جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کے طلباء کا امتحان لینے گیا تو موقع غنیمت جانتے ہوئے مولانا شمس الحق ملتانی کے سامنے صحیح کی آخری حدیث کی ان پر قراءت کر کے ان کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہو گیا۔ ولله الحمد علی ذلك۔ (باقی آئندہ)

عبادلہ اربعہ

ابوداؤد محمد انس سلفی

میں دو احتمال ہیں: اول: اس کی اصل ”عبد“ ہے، اس کے آخر میں ”لام“ کا اضافہ کر دیا گیا، جیسے زید کے آخر میں اضافے کے بعد ”زیدل“ بن گیا۔ دوم: لوگوں نے ”عبادلہ“، عبد اللہ سے بنایا ہو۔ اس صورت میں ”لام“ لفظ اللہ کی مانی جائے گی۔ اس طرح کے تغیرات کا باب بڑا وسیع ہے، چنانچہ عبشم، عبد شمس سے اور عبد ر، عبد الدار سے بنایا گیا ہے۔“

۲: صاحب مضمون نے تحریر فرمایا ہے کہ جوہری نے ”الصحاح“ میں عبادلہ کے تحت تین ہی نام تحریر کیے ہیں، چوتھا نام (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) نہیں لکھا۔

مشہور محقق علامہ احمد محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے:

”واقصر الجوہری فی الصحاح علی ثلاثة منهم فحذف ابن الزبیر.“ (الباعث الحثیث

شرح اختصار علوم الحدیث، ص: ۱۶۰)

”جوہری نے صرف تین نام ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے اور عبد اللہ بن زبیر کا نام حذف کر دیا ہے۔“

اور مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے:

”والذی رأیتہ فی صحاحہ ہکذا العبادلہ ثلاثۃ: عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عمرو بن العاص.“

(حاشیہ مذیلۃ الدراية لمقدمة الهدایة، ص: ۱۰)

”جو میں نے جوہری کی صحاح میں دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ

اپریل ۲۰۱۳ء میں ممتاز عالم دین مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون میری نظر سے گزرا جو ہفت روزہ ”الاعتصام“ (۱۸ مارچ ۲۰۱۱ء) میں مکاتیب علمیہ کے تحت ”عبادلہ اربعہ“ کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس حوالے سے تین باتیں نظر قارئین ہیں:

۱: صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ ”عبادلہ“، ”عبد اللہ“ کی جمع ہے۔ واضح رہے کہ مولانا عبدالحی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”وہو جمع عبدل بفتح العین، مخفف عبد اللہ علی خلاف القیاس.“ (مقدمة عمدة الرعاية فی حل شرح الوقایة، ص: ۱۸)

یعنی ”عبادلہ“، ”عبدل“ (عین کے فتح کے ساتھ) کی جمع ہے۔ یہ خلاف قیاس ”عبد اللہ“ کی تخفیف ہے۔

علامہ محمد نجی الدین عبد الحمید نے تحریر فرمایا ہے:

”العبادلۃ جمع عبدل بزنة جعفر، وعبدل یحتمل أمرین، أولهما: أن یكون أصله عبد فزیدت لام آخره كما زیدت فی زید حتی صار زیدلا. والثانی: أن یكونوا قد نحتوه من عبد اللہ فاللام ہی لام لفظ الجلالۃ والنحت باب واسع فقد قالوا: عبشم من عبد شمس وعبد ر من عبد الدار..... إلخ“ (منحة الحلیل بحقیق شرح ابن عقیل: ۱۱۰)

(۱۸۷، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی)

”عبادلہ، عبدل (بوزن جعفر) کی جمع ہے۔ لفظ ”عبدل“

عبادلہ تین ہیں: عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔“

راقم کے خیال میں ان تینوں علمائے کرام سے سہو ہوا ہے کیونکہ جوہری نے صحاح کے دوسرے مقام پر عبداللہ بن زبیر کا بھی نام ذکر کیا ہے، چنانچہ ”باب العین“ میں تو مذکورہ بالا تین صحابہ کا نام لکھا ہے لیکن اسی کتاب کے ”باب الباء“ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص کی بجائے ابن زبیر کا نام مذکور ہے:

”والعبادلة وهم عبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وعبد الله بن الزبير.“ (الصحاح للإمام الجوهری: ۶/ ۲۵۶۰ ط: دارالکتب العربی، مصر ۱۳۷۵ھ)

یعنی عبادلہ سے مراد عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔“

۳: محدثین کی اصطلاح میں جماعت صحابہ میں عبادلہ سے مراد عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور فقہائے احناف کی اصطلاح میں عبادلہ سے مراد عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا کہ مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

”العبادلة عند المحدثين يراد بهم عبد الله بن الزبير وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمرو بن العاص، وأما عند فقهاءنا فيراد بهم الثلاثة الأول مع عبد الله بن مسعود.“ (مقدمة عمدة الرعاية، ص: ۱۷)

”محدثین کے نزدیک عبادلہ سے مراد عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہیں۔“

جب کہ عبادلہ سے ہمارے فقہاء کے نزدیک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بجائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور باقی تین صحابہ مراد ہیں۔“

اور ہدایہ (باب الایلاء) میں ہے:

”وهو المأثور عن عثمان وعلي والعبادلة الثلاثة.“ (الهداية: ۲/ ۴۱۱)

”حضرت عثمان، حضرت علی اور عبادلہ ثلاثہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی منقول ہے۔“

عبادلہ ثلاثہ کی وضاحت اس کے حاشیے میں یوں ہے:

”والعبادلة الثلاثة وهم عند الفقهاء عبد الله بن مسعود وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر، وعند المحدثين هم أربعة: ابن عمرو وابن عباس وابن الزبير وابن عمر.“

”فقہاء کے نزدیک عبادلہ تین ہیں: عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر۔ محدثین کے نزدیک چار ہیں: ابن عمرو، ابن عباس، ابن زبیر اور ابن عمر۔“

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الدراریۃ فی تخریج أحادیث الہدایۃ میں فقہاء کی اصطلاح پر مطلع ہونے کی وجہ سے عبادلہ ثلاثہ کے تحت ان تینوں اصحاب کرام کا ذکر کیا ہے، یعنی عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ اور الفیہ ابن مالک کے مشہور شارح علامہ ابن عقیل رحمہ اللہ نے عبادلہ کے تحت ان مذکورہ تینوں اصحاب کرام کا نام ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”وقد يكون العلم بالغلبة أيضا مضافا كابن عمر و ابن عباس وابن مسعود، فإنه غلب على العبادلة دون غيرهم من أولادهم.“

(شرح ابن عقیل: ۱/ ۱۸۷)

شیخ الحدیث مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ

ریاض احمد عاقب اثری

تھے۔ انھوں نے اپنے نور چشم کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ مولانا شمس الحق جب سن شعور کو پہنچے تو آپ کو اسلامیہ ہائی سکول (ملتان) میں داخل کرا دیا گیا۔ گھر کا ماحول چونکہ دینی تھا، قرآن مقدس ناظرہ والد محترم سے پڑھتے رہے۔ اسلامیہ ہائی سکول (ملتان) میں ساتویں جماعت پڑھ کر سکول چھوڑ دیا اور دینی تعلیم کی طرف ہمدتن متوجہ ہو گئے۔

ان دنوں جامع مسجد اہل حدیث (حسین آگاہی، ملتان) علوم وفنون کی درس گاہ شمار ہوتی تھی۔ جس کی مسند علمی پر بیٹھ کر مولانا عبدالحق محدث ملتانی طالبانِ علوم نبوت کی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف تھے۔ مولانا شمس الحق بھی دوسرے طلباء کے ہمراہ اپنے والد محترم سے علوم وفنون پڑھنے لگے۔

اکثر علوم وفنون کی تکمیل اپنے والد گرامی مولانا عبدالحق محدث ملتانی رحمہ اللہ سے کی۔ مزید حصول علم کا شوق انھیں محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے پاس گوجرانوالہ لے آیا۔ چنانچہ انھوں نے حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ سے خوب استفادہ کیا۔ ہماری ناقص معلومات کے مطابق آپ کے معروف اساتذہ میں آپ کے والد محترم مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ کے علاوہ حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ کا نام آتا ہے۔

یہاں ہم محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے مختصر احوال قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ:

شیخ العرب والعجم، محدث العصر، حافظ الحدیث مولانا حافظ محمد

مولانا عبدالحق محدث ملتانی رحمہ اللہ کے دو فرزند تھے:

۱: مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ

۲: مولانا شرف الحق ملتانی رحمہ اللہ

اس مضمون میں ہم قارئین کرام کی خدمت میں مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ کے احوال زیست بیان کریں گے، ان شاء اللہ العزیز۔

۱۹۹۶ء کے پس و پیش کی بات ہے۔ راقم السطور سالانہ کانفرنس کے موقع پر جامعہ دارالحدیث رحمانیہ (ملتان) پہنچا۔ وہاں پر ایک دراز قدر و قامت والے مگر دبیلے پتلے، گول چہرے پر سفید ڈاڑھی، صاف ستھرے سفید لباس میں ملبوس، سر پر ٹوپی اور کندھے پر رومال رکھے ہوئے ایک معمر شخص کو کھڑے دیکھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ جامعہ رحمانیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا شمس الحق ملتانی ہیں۔ پہلی بار راقم کو ان سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

اب آئیے! ان کے احوال سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

ولادت اور نام و نسب:

مولانا شمس الحق ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۳۳۲ھ کو محلہ قالین باقاں حسین آگاہی (ملتان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام و نسب یوں ہے:

شمس الحق ملتانی بن عبدالحق محدث ملتانی بن سلطان محمود ملتانی بن فرید الدین افغانی ثم ڈیروی آفریدی۔ آپ اپنی کنیت ابو مسعود لکھا کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت:

مولانا شمس الحق ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد گرامی اپنے وقت کے جید عالم، بحر مفتی اور منجھے ہوئے مدرس

گوندلوی رحمہ اللہ میاں فضل دین کے گھر رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۸۹۷ء بروز جمعرات کو گوجرانوالہ کے معروف موضع گوندلانووالہ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی نے آپ کا نام اعظم جب کہ والدہ ماجدہ نے آپ کا نام محمد رکھا۔ لیکن آپ والدہ کے رکھے ہوئے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا موصوف جب پانچ برس کے ہوئے تو والد محترم نے آپ کو حفظ کے لیے ایک قاری صاحب کے پاس مکتب میں بٹھا دیا۔ حافظ صاحب کا حافظ قوی تھا۔ ربع پارہ یاد کر کے روزانہ قاری صاحب کو سنایا کرتے تھے۔ ابھی آپ پندرہ پارے حفظ کر پائے تھے کہ والد ماجد میاں فضل دین بقضائے الہی وفات پا گئے۔

والد محترم کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم وتر بیت کی طرف والدہ صاحبہ نے مکمل توجہ مبذول فرمائی۔ بقیہ پندرہ پارے والد صاحب کی وفات کے بعد قلیل مدت میں آپ نے حفظ کر لیے۔

حفظ قرآن کے بعد والدہ ماجدہ نے آپ کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے مولانا علاء الدین صاحب کے پاس جامع مسجد اہل حدیث چوک نیائیں گوجرانوالہ بھیج دیا۔ ابتدائی دینی کتب آپ نے مولانا علاء الدین صاحب کے پاس رہ کر پڑھیں۔

۱۳ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کی اجازت سے ایک صالح بزرگ محترم محمد عبداللہ کشمیری کے ہمراہ مدرسہ تقویۃ الاسلام (امر تسر) مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالاول غزنوی اور مولانا عبدالغفور غزنوی رحمہ اللہ سے قرآن، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، ہندسہ اور صرف و نحو کی آخری کتب پڑھ کر علوم و فنون کی تکمیل کی۔ تقریباً پانچ سال اس مدرسہ میں رہے، پھر آخری سال وزیر آباد جا کر استاذ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محمدت وزیر آبادی رحمہ اللہ سے سند و اجازہ حدیث حاصل کی۔

علوم عربیہ کی تکمیل کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور طبیبہ کالج میں داخلہ لے لیا۔ یہاں رہ کر آپ نے چار سالہ طب کا کورس مکمل کر کے

فاضل الطب والجراحت درجہ اوّل کی سند حاصل کی اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ طبیبہ کالج کے اساتذہ میں آپ کے مشہور استاذ شہرہ آفاق حکیم جناب اجمل خاں کا نام بہت نمایاں ہے جو آپ کے حافظے اور قابلیت سے بے حد متاثر تھے۔

تحصیل علم کے بعد حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے درس و تدریس کا آغاز اپنے گاؤں گوندلانووالہ سے کیا۔ بعد ازاں مختلف اوقات میں مدرسہ رحمانیہ (دہلی)، جامعہ عربیہ دارالسلام (عمر آباد، مدراس)، جامع مسجد اہل حدیث (چوک نیائیں، گوجرانوالہ)، مدرسہ تعلیم الاسلام (اوڈاں والا)، درس اعظم ٹاہلی والی مسجد (گوجرانوالہ)، جامعہ اسلامیہ (گوجرانوالہ)، جامعہ سلفیہ (فیصل آباد)، جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ)، جامعہ محمدیہ (گوجرانوالہ) وغیرہم مدارس و جامعات میں مسند تدریس پر رونق افروز رہے۔

حافظ صاحب عصر حاضر کے بہت بڑے محدث، نکتہ شناس فقیہ، قادر الکلام متکلم، ژرف نگاہ مجتہد، جامع المنقول والمعقول، لا جواب مدرس اور جملہ علوم و فنون کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق و اوصاف کے اعتبار سے انتہائی نرم مزاج، خاموش طبع، خوش لباس، خوش گفتار، عابد و زاہد و رتبہ سنت تھے۔

محدث گوندلوی رحمہ اللہ کا حافظ بلا کا تھا۔ جو چیز ایک مرتبہ آپ کی نظر سے گزر جاتی وہ حفظ ہو جاتی تھی۔ آپ کی ذہانت و فطانت کی شہادت عرب کے علمائے کرام بھی دیتے تھے۔

محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی بیشتر زندگی درس و تدریس میں گزری۔ اس لیے آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے جس کا شمار ناممکن ہے۔ تاہم آپ کے چند معروف و نامور تلامذہ حسب ذیل ہیں:

○ شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ محدث مبارک پوری (صاحب مرعۃ المفاتیح)

○ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (صاحب التعلیقات السلفیہ)

○ شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد

الحديث مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ سے پڑھتے رہے اور آپ کے ساتھ دوسرے کون سے رفقاء و زملاء تھے جو محدث گوندلوی رحمہ اللہ سے مستفید ہوتے رہے۔

مسند تدریس پر:

محدث گوندلوی رحمہ اللہ سے کسب فیض کرنے کے بعد مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ واپس ملتان تشریف لائے اور اپنی خاندانی جامع مسجد اہل حدیث حسین آگاہی (محلہ قالین بافاں) میں خطابت کے فرائض سنبھالے اور درس و تدریس کا سلسلہ جامعہ دارالحدیث محمدیہ (عام خاص باغ، ملتان) میں جاری کیا۔ مولانا عبدالحق ملتانی کی ۱۹۴۵ء میں وفات کے بعد محلہ قالین بافاں کی جامع مسجد اہل حدیث والے مدرسہ کو مولانا عبدالتواب ملتانی کے مدرسہ محلہ قدیر آباد میں ضم کر کے اس کا نام مدرسہ دارالحدیث محمدیہ رکھا گیا۔ یہاں مختلف علمائے کرام درس و تدریس میں مشغول رہے۔

تقریباً ۱۹۶۰ء میں دونوں مدارس کو عید گاہ اہل حدیث (عام خاص باغ، ملتان) میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں سے اس مدرسہ کی ترقی کا آغاز ہوا۔ اس وقت اس مدرسے کا انتظام و انصرام مولانا ملک عبدالعزیز مناظر ملتانی کے ہاتھوں میں تھا جو جامعہ کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر بھی فائز تھے۔

مولانا شمس الحق ملتانی اس مدرسہ میں پانچ چھ سال پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۶ء کے لگ بھگ مسئلہ تولیت کی وجہ سے جامعہ محمدیہ سے الگ ہو گئے۔ مولانا محترم کے مدرسہ دارالحدیث محمدیہ سے علیحدہ ہونے کی داستان طویل ہے جس کا یہاں رقم کرنا بے فائدہ ہے۔ اس مسئلہ میں بغیر کسی تعرض کے ہم مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ ایسی مرجاں مرنج شخصیت کی تدریسی خدمات پیش کرنا چاہیں گے۔

مدرسہ دارالحدیث محمدیہ سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد آپ اپنے آبائی مدرسہ محلہ قالین بافاں حسین آگاہی تشریف لے گئے۔ آپ کے تلمیذ رشید استاذی المکرم مولانا عبدالبصیر فاروقی ان دنوں جامع مسجد اہل حدیث المعروف کنگھیاں والی مسجد (بیرون بوہڑ گیٹ،

ملتان) درس و تدریس کا شغل اختیار کیے ہوئے تھے۔ مولانا عبدالبصیر فاروقی نے مولانا شمس الحق ملتانی کو وہاں تدریس کے لیے بلالیا۔

۱۹۶۸ء کے پس و پیش محلہ کچا سرائے (حافظ جمال روڈ، ملتان) اپنے ذاتی مکان پر مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ تدریس شروع کر دی۔ ان کے ہمراہ مولانا عبدالبصیر فاروقی بھی تھے۔ کچھ عرصہ بعد جماعتی احباب حاجی نذیر صاحب اور حاجی معراج دین نے چوگی نمبر ۱۴ میں مولانا شمس الحق ملتانی کو مدرسہ کے لیے وسیع جگہ دی۔ یہاں مدرسہ کی عمارت کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ ۱۹۷۱ء میں مولانا شمس الحق ملتانی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد رشید مولانا عبدالبصیر فاروقی کی رفاقت میں اس مدرسے میں تدریس کا آغاز کیا۔

مولانا عبدالبصیر فاروقی کے مشورے سے اس مدرسے کا نام مدرسہ عربیہ دارالحدیث الرحمانیہ رکھا گیا۔ مولانا شمس الحق ملتانی اس مدرسہ کے مہتمم و شیخ الحدیث کی حیثیت سے تادم واپس تدریس و انتظامی امور سنبھالے رہے۔ اس مدرسہ میں مولانا شمس الحق ملتانی اور مولانا عبدالبصیر فاروقی کے علاوہ اس مدرسہ میں متعدد اصحاب علم و فضل مختلف ادوار میں تدریسی امور سرانجام دیتے رہے۔ ان میں مولانا محمد صدیق مظفر گڑھی، مولانا عبد الرحیم کلیم آف لودھراں، مولانا عبدالعزیز عالمگیری، مولانا وشیخ مفتی اللہ بخش ملتانی، مولانا وشیخنا محمد بن عبد اللہ شجاع آبادی، مولانا حافظ نصر اللہ خاں، مولانا ابوبکر سعد، مولانا اسد اللہ ثاقب، مولانا عنایت اللہ رحمانی، مولانا خالد ندیم شاہ وغیرہم کے نام آتے ہیں۔

مولانا شمس الحق ملتانی انتہائی شریف النفس، سادہ مزاج اور مرجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ طلباء سے ہمیشہ شفقت و پیار سے پیش آتے تھے۔ مولانا ممدوح سے کسب فیض کرنے والے تلامذہ کی فہرست خاصی طویل ہے۔ اہم تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

مولانا عبدالبصیر فاروقی، مولانا نذیر حسین ملتانی، مولانا قاضی محمد اسلم سیف، مولانا عزیز الرحمن لکھوی، مولانا حافظ بشیر بھوجانی، (باقی صفحہ نمبر ۱۹ پر ملاحظہ کیجیے)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جد امجد امام عبدالسلام رحمہ اللہ کی فقہ الحریث کی بلند پایہ کتاب

منتقى الاخبار (مترجم)

خصوصیات

○ امام عبدالسلام رحمہ اللہ، جد امجد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب معاشرتی مسائل و احکام پر جامعیت کے لحاظ سے ایک خاص مقام و مرتبے کی حامل ہے، اس میں چار ہزار احادیث مبارکہ عربی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔

○ اس عظیم کتاب کا سلیس اردو ترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔ اس پر نظر ثانی، تنقیح و تہذیب مولانا محمد ابو بکر صدیق السلفی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

○ یہ اہم کتاب ۲ مضبوط جلدوں پر مشتمل ہے۔ عمدہ گلیر کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ

قیمت = 1300 روپے عام رکھی گئی ہے۔

ناشر: دار الدعوة السلفیہ، ۳۱۔ شیش محل روڈ لاہور۔ پوسٹ کوڈ ۵۴۰۰۰

سلامتی کے تقاضے

عطاء محمد جنجوعہ

سول حکومت کو جنرل سے مفروضہ خطرہ کا احساس دلا کر اپنے معتد آدمی کو لانے کا چکما دیا۔ جب کہ دوسری طرف مد مقابل برسر اقتدار جنرل کو انتقامی کارروائی کرنے اور حکومت پر قبضہ کرنے کا اشارہ کر دیا۔ جس نے اقتدار سنبھال کر کمال اتاترک کی طرح سیکولر پالیسی اپنانے کا اعلان کر دیا، چنانچہ امریکہ نے پاکستان میں فضا کو سازگار کر کے تخلیق شدہ ڈرامہ کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر لیا۔

کوئی امریکی صدر یہودی لابی کی منظوری کے بغیر بیان جاری نہیں کر سکتا۔ بش نے ٹریڈ سنٹر کے واقعے کے فوری بعد اپنی تقریر میں ”کروسیڈ“ کا لفظ استعمال کیا، چنانچہ یہودیوں نے اس کا رخ اسامہ بن لادن اور مسلمانوں کی طرف کر دیا اور دوسری طرف عیسائی دنیا کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا۔ جب کہ بش نے بعد میں اپنا ابتدائی بیان واپس لے کر مسلمانوں کی طرف سے غم و غصے کی لہر کو کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ مسلم لیڈر جو اس حملے کو یہودی سازش قرار دیتے تھے، وہ بھی جوشِ خطابت میں آ کر اس جنگ کو صلیبی جنگ کہنا شروع کر دیا۔ راقم نے ”المنبر“ (فیصل آباد، نومبر ۲۰۰۱ء) میں واضح کیا کہ یہ صلیبی نہیں صہیونی جنگ کے شعلے ہیں۔ جن کا مقصد مسلمانوں اور عیسائیوں کو لڑا کر صہیونی ورلڈ آرڈر کی راہ ہموار کرنا ہے۔ صلیبی ممالک صہیونی آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ طاغوتی قوتوں نے اسامہ کا بہانہ بنا کر جنوبی وسطی ایشیا کے مسلم ممالک کو زیر کرنے خصوصاً ایٹمی پاکستان کو ”زیر“ کرنے کے لیے قرب و جوار کے بحری و ہوائی اڈوں پر ڈیرہ جمالیا۔

امریکا کے ایک فون سے پاکستان کا اسلامی بم صہیونی دلدل میں پھنس کر زیر و پوانٹ پر پہنچ گیا۔ پاکستان امریکا کا اتحادی بن کر

محمد بن قاسم کے جانے کے بعد افغانستان کے نام و رسپہ سالاروں نے ہندوستان میں مہاراجوں کے خلاف جہاد کر کے اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی سرپرستی کی۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام کی مساعی جیلہ کے نتیجے میں برصغیر میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔

وہ ہندو جو آج مسئلہ کشمیر سے متعلق کسی ثالثی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، تعجب ہے کہ ان کے آباء و اجداد تقسیم ہند پر کیسے رضا مند ہوئے۔ اس پس منظر میں کئی مقاصد ہو سکتے ہیں جن میں ایک یہ بھی تھا کہ افغان حملہ آوروں سے نجات پانے کے لیے بھارت اور افغانستان کے درمیان پاکستان کی دفاعی لائن قائم کر دی جائے۔ تاریخی حقیقت ہے کہ افغانوں نے لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر پاکستان کو روسی یلغار سے محفوظ رکھا۔ اس دوران پاکستان نے افغانستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی دفعہ پاک افغان میں خوش گوار تعلقات استوار ہوئے۔ چنانچہ ان کی مشترکہ جدوجہد سے روس پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ جناب میاں محمد نواز شریف کے دور میں ایٹمی دھماکہ ہوا تو پاکستان کو امت مسلمہ میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ مسلم دنیا کے دانش وروں اور لیڈروں نے عالم اسلام کی قیادت کے لیے پاکستان کی طرف امید کی نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔ امریکہ کی یہودی لابی کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلم ممالک متحد ہو کر صہیونی عظیم سلطنت قائم کرنے کا خواب چکنا چور نہ کر دیں۔

امریکہ نے طالبان سے وطن کی سلامتی اور اسلام کے منافی اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا لیکن طالبان نے امریکہ کے ناپاک عزائم کو پورا کرنے سے انکار کر دیا تو امریکہ کی یہودی لابی نے پاکستان کی

گیا۔ احتجاج کرنے پر بھارتی فوج مظاہرین کو گولیوں سے چھلنی کرتی رہی۔ لیکن حکومت پاکستان ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اُس نے بھارتی حکومت کے خلاف احتجاجی بیان تک جاری نہیں کیا کیونکہ وہ امریکی جنگ کی وجہ سے معاشی بحران اور داخلی مسائل سے دوچار تھی۔ بقول شخصے ”اپنی پٹی پر اپنی دسری۔“

پاکستان کی سلامتی اور خود مختاری کو یقینی بنانے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ

✽ امریکا پاکستان کے اندر ڈرون حملے کر رہا ہے۔ ہزاروں بے گناہ شہریوں کے ہلاک ہونے سے خانہ جنگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا فوری سدباب کیا جائے۔

✽ پاکستان میں دفاعی لحاظ سے حساس نوعیت کے مقامات جہاں جہاں ہیں، اگر اُن پر کسی غیر ملک کا کنٹرول ہے ان کا کنٹرول ختم کیا جائے۔

✽ پاکستان میں غیر ملکی شہریوں کو حقوق اور سفارت خانے کے عملے کو اُس قسم کی مراعات دی جائیں جس قسم کے حقوق اور مراعات پاکستان کے شہریوں اور سفارتی عملے کو اُن کے ملک میں میسر ہیں۔ اس سے زائد اُن کو کسی قسم کے امتیازی حقوق اور مراعات نہ دی جائیں۔

✽ نجکاری میٹھا زہر ہے۔ امریکا نے ٹیلیفونک نظام کے ذریعے اہم اور حساس نوعیت کی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ حکومت فوری طور پر موبائل سروس کو قومی ملکیت میں لے۔

✽ غیر مسلم جاسوس میڈیا کے روپ میں پاکستان گھس آتے ہیں جو منفی تحریکوں کے کارکنوں کو آب و دانہ فراہم کرتے ہیں۔ اُن کی کڑی نگرانی کی جائے۔

✽ کراچی کو سب سے زیادہ متاثرہ علاقوں میں امن و سلامتی کی فضا سازگار کی جائے۔ جاری تحریکوں کے جائز مطالبات کو پورا کیا جائے۔ منفی سرگرمیوں میں ملوث مجرموں کو عدالتی کارروائی کے بعد عبرت ناک سزا دی جائے۔

افغانستان کی تباہ و بربادی میں برابر کا مجرم بن گیا۔ امریکہ کے بمبار طیارے پاکستان کے فضائی اڈوں سے پرواز کر کے افغانستان کے شہری علاقوں پر بمباری کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہسپتال بھی محفوظ نہ رہے عورتیں، معصوم بچے ہلاک ہوتے رہے اور مریض تڑپ تڑپ کر جان دیتے رہے۔ کارپٹ بمباری کے دوران لاکھوں افغانی ہلاک ہوئے اس کے باوجود طالبان کے حوصلے بلند ہیں۔ وہ بڑی جرأت سے اتحادی افواج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ امریکا نے گھٹنے ٹیک دیے اور واپسی کے لیے طالبان سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہو گیا لیکن القاعدہ کی تلاش کی آڑ میں پاکستان کے شمالی علاقوں پر ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ مقامی ہلاک شدگان کے لواحقین اس کا غصہ پاکستان پر نکال رہے ہیں جنھوں نے امریکا کو سپورٹ فراہم کی۔ صہیونی جنگ کے دوران صوبہ بلوچستان اور کراچی میں مذہبی، نسلی اور لسانی بنیاد پر تحریکوں نے شدت اختیار کر لی۔ دہشت گردی کے واقعات روزمرہ زندگی کا معمول بن گئے۔ خود کش بم دھماکوں کے دوران ہزاروں بے گناہ افراد قتل و اجل بن گئے۔ بے لوث قبائلی سپاہیوں کی وجہ سے پاکستان کی شمال مغربی سرحد محفوظ تھی، اس لیے پاک فوج کی تمام تر توجہ بھارتی سرحد پر مرکوز تھی۔ قبائلی علاقوں سے کشیدگی کی وجہ سے پاک فوج کا اس سرحد پر حفاظتی قیام مجبوری بن گیا۔

روسی مداخلت اور امریکی یلغار کے دوران افغانستان اور پاکستان میدان جنگ بنا رہا۔ لیکن بھارت ہر لحاظ سے محفوظ رہا۔ البتہ اُس نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کو بھڑکانے کا منصوبہ جاری رکھا اور اپنے علاقے سے گزر کر پاکستان میں بہنے والے دریاؤں پر ڈیم تعمیر کر لیے۔ اس دوران بھارت نے پاکستان کی ایک جہتی کے منافی تحریکوں کی سرپرستی کی۔ بھارتی وشواہند تنظیم نے بامبرہ مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے کا اعلان کیا اور ایک حصے کو شہید کر دیا۔ احتجاج کرنے پر ایک ہزار سے زیادہ بھارتی مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جنونی ہندوؤں نے گجرات میں کئی مسلمانوں کو چھڑے گھونپ کر شہید کر دیا۔ حریت پسند کشمیری لیڈروں کو جیل میں قید کر دیا



تبصرہ کتب

۲۹

تبصرے کے لیے کتاب کے نسخوں کا آنا ضروری ہے

کرتے ہیں۔ مفسرین کو اللہ کریم جزائے خیر سے نوازے کہ انھوں نے قرآن کریم کے اندازِ بیان کو عام فہم بنانے کے لیے سینکڑوں تفسیریں رقم فرمائیں۔ علامۃ الناس نے انھیں پڑھا اور ان سے سبق سیکھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمن الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ عناوین اور پھر ان کے ذیلی نکات و مندرجات کو بڑے احسن انداز میں ترتیب دیا ہے۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱: اللہ کریم سے ڈرنے اور اپنی اصلاح کرنے کا حکم۔
 - ۲: اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کی برکت۔
 - ۳: جنگ بدر میں حق کا غلبہ۔
 - ۴: جنگ بدر میں مدد کی مختلف صورتیں۔
 - ۵: میدانِ جنگ میں دشمن کے خلاف ڈٹ جانے کا حکم۔
 - ۶: اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کامیابی کی ضمانت۔
 - ۷: اللہ کی مدد کامیابی کی ضمانت۔ وغیرہ
- اللہ کریم سے دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی زندگی میں برکت فرمائے اور انھیں پورے قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کی توفیق سے نوازے، آمین۔ یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اور دارالکتب السلفیہ اردو بازار لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔

نبوی دلائل و امثال (اشاعت اول)

مؤلف: محمد جلیل خان

ضخامت: ۱۷۶ صفحات

ناشر: اسلامک پبلی کیشنز منصورہ، لاہور

تبصرہ نگار: موبہب الرحیم

مصنف اس سے قبل ایک جریدے میں نبوی دلائل و امثال کے

تفسیر فضل القرآن، سورت انفال (الجزء ۷)

مفسر: مولانا فضل الرحمن الازہری

ضخامت: ۱۸۴ صفحات

قیمت: ۲۰۰ روپے

ناشر: رین مشینری سٹور، ۵۳ نشتر روڈ، لاہور

فون: 37641358-9

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

سورت انفال پارہ نمبر ۹ کی سورت ہے۔ جہاد اسلام کی چوٹی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ امام المجاہدین تھے اور انھوں نے ساری زندگی جہادی سوچ اور غلبہ اسلام بالجہاد سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی مصروف رکھا۔ اس سورت میں جہاد اور اس کے مسائل کا تذکرہ ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ”تفسیر فضل القرآن“ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب فرمودہ سورت انفال پر مشتمل تفسیر قرآن کا ساتواں جزء ہے۔ اس سے قبل چھ جلدیں بالترتیب سورۃ فاتحہ و سورۃ بقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ نساء، سورۃ انعام اور سورۃ اعراف پر مشتمل تھیں۔ اب یہ ساتویں جلد بھی تفسیر، ترجمہ، تشریح اور حل لغت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ تفسیر کا انداز بیان تحقیقی اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ طلبائے علوم دینیہ، خطبائے مساجد، اور مدرسین کے لیے بھی مفید ہے۔

قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اس میں تدبر و تفکر کرنے والوں کے لیے اللہ کریم زندگی کے راستے آسان فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی راہنمائی تب ہی فرماتا ہے جب بندے اس کی طرف رجوع

زیر تبصرہ کتاب میں اتحاد امت مسلمہ اور انتہا پسندی کے رجحانات کے اسباب، تاریخ اور اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔ اختلاف امت مسلمہ کا آغاز تو اسی وقت ہوا جب اس نے اپنی بنیاد سے ہٹ کر قدم اٹھایا۔

دین اسلام تو دین فطرت ہے۔ اصل مسلمان وہی کہلائے جانے کا مستحق ہے جو فطرتی دین پر عمل پیرا ہے۔ فرقہ واریت ایک ناسورتو ہے ہی مگر موجودہ دور میں لوگوں نے فرقوں کو اتنا طاقت ور سمجھ رکھا ہے کہ نہ خود بدلنا چاہتے ہیں اور نہ دوسروں کو بدل سکتے ہیں۔

محترم پروفیسر صاحب نے بڑے جذبے، جدوجہد، محنت و جستجو سے مذکورہ کتاب کو مرتب کر کے امت مسلمہ میں رائج فرقہ واریت کو ختم کرنے کی سعی فرمائی ہے اور فرقہ واریت کے مقابلے میں امت وسط کے قیام پر زور دیا ہے۔ کتاب میں عمدہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب لائق مطالعہ ہے۔



ضرورت مدرس امام و خطیب

مسلمک اہل حدیث اور پنجابی زبان کے بہترین خطیب اگر کسی جگہ امام، خطیب، مدرس کی ضرورت ہو تو مساجد کے متولیان رابطہ کریں۔ جنوبی پنجاب کے ذمہ داران رابطہ کریں۔

قاری عبدالحق - فون: 0346-7901824

دعائے مغفرت

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہجویری ٹاؤن لاہور کے ناظم قاری حبیب اللہ ساقی کی ہمشیرہ ۳ جون ۲۰۱۳ء بروز پیر انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی نماز جنازہ کوٹلی رائے ابوبکر ضلع قصور میں قاری محمد ادریس ثاقب نے پڑھائی۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ احباب سے مغفرت کی دعا کی درخواست ہے۔

(قاری نذیر احمد حسن قصوری)

نام سے بخاری، مسلم اور ترمذی سے انتخاب شائع کرتے رہے۔ بعد میں اس مجموعہ کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا ہے۔ محترم مؤلف اس سے قبل قرآنی دلائل و امثال کے نام سے بھی ایک مجموعہ شائع کر چکے ہیں۔

مؤلف محترم نے حدیث پر عنوان قائم کرنے کے بعد دائیں جانب حدیث اور بائیں جانب لفظی ترجمہ دیا ہے۔ مفہوم واضح کرنے کے لیے زائد الفاظ تو سین میں دیے ہیں اور مختصر سی تشریح دے دی گئی ہے۔ بعض احادیث مکرر بھی ہیں۔

ترمذی کی احادیث میں صحت وضعف کا خیال نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ اب تو یہ کام مشکل بھی نہیں ہے۔ محقق نئے آسانی سے دستیاب ہیں۔ عربی عبارت میں اعراب کی غلطیاں کافی زیادہ ہیں۔ شاید درستگی میں زیادہ کوشش نہیں کی گئی۔ امید ہے اگلی اشاعت میں درست کر لی جائیں گی۔

قارئین کے لیے کتاب ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔

فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات

(تاریخ، اسباب اور ان کا حل)

تالیف: پروفیسر عبدالحق سہریانی بلوچ

ضخامت: ۱۸۰ صفحات

قیمت: دو سو (۲۰۰) روپے

ناشر: ایوان علم و ادب، کندھ کوٹ، ضلع جیکب آباد (سندھ)

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

محترم پروفیسر عبدالحق سہریانی بلوچ صاحب ایک دل دردمند رکھنے والی ادیب شخصیت ہیں۔ علم و ادب سے ان کا گہرا رشتہ ہے۔ علمی و ادبی سطح پر کچھ افراد امت نے ایک ادارہ ”ایوان علم و ادب پاکستان“ کے نام سے قائم کیا۔ بلوچ صاحب اس کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ بلوچ صاحب امت محمدیہ کے افتراق و انتشار پر بہت رنجیدہ ہیں۔ وہ مسلمانوں کو متحد و متفق دیکھنا چاہتے ہیں۔

رمضان المبارک کے احکام و مسائل سے مکمل واقفیت کے لیے
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی کتاب ”انوار رمضان“
کا مطالعہ فرمائیں۔ دیگر تالیفات

- ⊙ خطبات سورۃ فاتحہ، ⊙ خطبات آیۃ الکرسی، ⊙ خطبات سورۃ یوسف
- ⊙ خطبات سورۃ کہف، ⊙ خطبات سورۃ مریم، ⊙ خطبات سورۃ نور
- ⊙ خطبات سورۃ یسین، ⊙ خطبات سورۃ الحجرات، ⊙ خطبات سورۃ النکاح
- ⊙ خطبات سورۃ العصر، ⊙ خطبات سورۃ الکوتر، ⊙ خطبات سیرت مصطفیٰ
- ⊙ انوار رمضان، ⊙ توحید اور شرک

ملنے کے پتے

نعمانی کتب خانہ، اسلامی اکادمی، مکتبہ قدوسیہ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔
مکتبہ اہل حدیث، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد۔
مکتبہ نعمانیہ، والی کتاب گھر گوجرانوالہ۔

ناشر: حامد اکیڈمی، وزیر آباد

فون: 0322-6262492, 0333-4493175

فرقہ واریت سے حقیقتاً دور، بھلوال شہر میں

جامع مسجد قباء

تغیر کے آخری مراحل میں سے گزر رہی ہے، عنقریب ان شاء اللہ خطبہ و نماز جمعہ، بچوں کی تعلیم، حفظ و ناظرہ، ترجمہ القرآن کلاس نیز فاضل عربی کی تیاری کا اہتمام ہوگا۔

عصر تا مغرب فری ڈپنٹری اور ایسوسی ایٹس سروس کا اجراء ہمارے منصوبوں میں شامل ہے۔

مختار احباب ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

حافظ ڈاکٹر سید فیض الرحمن شاہ

موبائل نمبر: 0314-4927009

الداعی الی الخیر

● 2 مجلد
● عمدہ طباعت

گلدستہ دروسِ خواتین

تالیف
مختارہ ام عدنان بشری قمرؒ
تنقیح و مراجعہ
فضیلہ شیخ مولانا محمد منیر قمرؒ

خطباتِ محمد اور درسِ مساجد کے لیے لافغان کتاب
سال بھر کی ترتیب کے ساتھ
ترجمہ و تدوین
فضیلہ شیخ محمد منیر قمرؒ
چھپتی و تھپتی
حافظ شاہ محمود
فاضلِ مدینہ یونیورسٹی

● 704 صفحات
● آفٹ کاغذ
● عمدہ طباعت
ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس، ڈاکٹر سعود الشریع،
ڈاکٹر صالح بن حمید، محمد بن عبداللہ السبیل،
ڈاکٹر اسماء خیاط، ڈاکٹر عمر بن محمد السبیل

جو عمر اور زیادتِ حرمین کے احکام و مسائل

● 416 صفحات
● آفٹ کاغذ
● عمدہ طباعت
سوتے حرم

تالیف
فضیلہ شیخ مولانا محمد منیر قمرؒ
چھپتی و تھپتی
فضیلہ شیخ حافظ عبدالرزاقؒ
فاضلِ مدینہ یونیورسٹی

● 226 صفحات
● عمدہ طباعت
عید بن قربانی

تالیف
فضیلہ شیخ مولانا محمد منیر قمرؒ
چھپتی و تھپتی
فضیلہ شیخ حافظ عبدالرزاقؒ
فاضلِ مدینہ یونیورسٹی

عظمتِ قرآن

تالیف
فضیلہ شیخ مولانا محمد منیر قمرؒ
● 192 صفحات
● عمدہ طباعت

حقوقِ مصطفیٰ
اور
توہینِ رسالت کی شرعی سزا

● 352 صفحات
● عمدہ طباعت
تالیف
فضیلہ شیخ محمد منیر قمرؒ
اہم عنوان
● نبی کریم ﷺ کی رحمت کے مظاہر
● محبت رسول ﷺ کی فریفت
● حبِ مصطفیٰ ﷺ کی علامتیں اور تقاضے
● نصرتِ مصطفیٰ ﷺ کے طریقے
● انبیاءِ کرام ﷺ سے استوار اور عقائدِ انبیاءِ کرام
● اللہ اور رسول کی طرف سے طعنیں
● توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کا انجام ہرگز

ناشر

احمد الشاہد بنی بکاشتر
سیالکوٹ روڈ کھوجرا نوالہ

مکتبہ کتب سنت
دعیاں چھپنے - ڈینکا

فون: 0333-8110896, 0321-6466422
hasanshahid85@hotmail.com

مکتبہ کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور: 0300-8661763 کتاب مراے اردو بازار لاہور: 0321-4163595
مکتبہ سلفیہ اردو بازار لاہور: 0423-7361505 مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور: 0423-7351124
فضلی بک سنٹر کراچی: 021-2629724 الحرمین پبلی کیشنز کراچی: 0333-3030804
والی کتاب گھر کراچی نوالہ: 055-4441613 مکتبہ نوائے گزیر نوالہ: 0321-7475072 دارالکتب گزیر نوالہ: 0322-4074195

جذب و یقین

تدبیر کے دامن میں ہے تقدیر کا مقصود
کرتا ہے عمل دہر میں ناپید کو موجود
آزاد بھی ہو جائے تو آزاد نہ ہو گا
ہے خاکِ وطن جس کی تمناؤں کا معبود
جب تک کہ براہیم کی فطرت نہ ہو پیدا
وجدان بھی آزر ہے، تخیل بھی ہے نمرود
توحید کا پیغام نہ ہندی نہ عراقی
اسلام کے نقشہ میں نہ قندھار نہ جمہود
پہل کے پجاری سے یہ امید نہیں ہے
کر دے جو غلامی کے کسی نقش کو نابود
ایمان کے سایہ میں خطائیں بھی ہیں مقبول
بے جذب و یقین نیکی اعمال بھی مردود
غازی کے لیے ننگ ہے آرام کی روزی
شاہیں کی غذا سبب نہ انگور نہ امرود

(ماہر القادری)